ہفت روزہ

انٹرنیشنل

الفضل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۴ اپریل ۱۹۹۷ء شمارہ ۱۴

۲۵ ذوالقعدہ ۱۴۱۷ ہجری ☆ ۴ شہادت ۱۳۷۶ ہش

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

سچے کے ساتھ ایک بڑے طوفان کے بعد لوگ ملا کرتے ہیں اور عقلمند لوگ جان جاتے ہیں کہ اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو اتنی مخالفت پر کیسے کامیاب ہوتا

"یادرکھو خدا کے بندوں کا انجام کبھی بد نہیں ہوا کرتا- اس کا وعدہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (المجادلۃ:۲۲) بالکل سچا ہے اور یہ اسی وقت پورا ہوتا ہے جب لوگ اس کے رسولوں کی مخالفت کریں- فریبی مکاروں کی دنیا مخالفت نہیں کیا کرتی کیونکہ دنیا دنیا سے مل جاتی ہے لیکن جسے خدا برگزیدہ کرے اس کی مخالفت ہونی ضروری ہے- سچے کے ساتھ ایک بڑے طوفان کے بعد لوگ ملا کرتے ہیں اور عقلمند لوگ جان جاتے ہیں کہ اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو اتنی مخالفت پر کیسے کامیاب ہوتا- یہ سب امور مخالفت وغیرہ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں اور اس میں وہ اپنے بندے کا صبر دیکھتا ہے اور دکھلاتا ہے کہ دیکھو جس کو میں انتخاب کرتا ہوں وہ کیسے بہادر ہیں کیونکہ جھوٹے کے لئے پانچ چھ دشمن ہی کافی ہوتے ہیں، لیکن ان کے مقابلہ پر ایک دنیا دشمن ہوتی ہے اور پھر یہ غالب آتے ہیں- ایک جھوٹا تحصیلدار اگر ایک گاؤں میں چلا جاوے اور ایک ادنیٰ سا آدمی بھی یہ کہہ دے کہ مجھے اس کی تحصیلداری میں شک ہے تو آخرکار وہ اسی دن وہاں سے کھسک جاوے گا کہ میرا پول کھل گیا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں چور ہوں- جھوٹے کی استقامت کچھ نہیں ہوتی لیکن خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی استقامت کا فوق الکرامت نمونہ دکھاتا ہے اور اسے دیکھ دیکھ کر لوگ تنگ آجاتے ہیں اور آخرکار بول اٹھتے ہیں کہ یہ سچوں کی استقامت ہے- سچائی پر اگر ہزار گرد و غبار ڈالا جاوے پھر بھی وہ باہر نکل کر اپنا جلوہ دکھائے گی-

فتنہ کی بات نہ کرو- شر نہ کرو- گالی پر صبر کرو- کسی کا مقابلہ نہ کرو- جو مقابلہ کرے اس سے سلوک اور نیکی سے پیش آؤ- شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ- سچے دل سے ہر ایک حکم کی اطاعت کرو کہ خدا تعالیٰ راضی ہو اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کرکے یہ شخص وہ نہیں رہا جو کہ پہلے تھا- مقدمات میں سچی گواہی دو- اس سلسلہ میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ پورے دل، پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جاوے- دنیا ختم ہونے پر آئی ہوئی ہے-" (ملفوظات جلد سوم [طبع جدید] صفحہ ۶۲۰-۶۲۱)

اپنے تعلقات کو اللہ تعالیٰ سے ٹھیک کریں اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک شیطان کی عبادت سے اجتناب نہ کریں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۱ مارچ ۱۹۹۷ء)

لندن (۲۱ مارچ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا- تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ یٰسؔ کی آخری آیات ۶۱ و ۶۲ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ گزشتہ خطبات میں میں نے بتایا تھا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی مغفرت چاہتے ہو تو رحمان کے بندے بننا لازم ہے اور سورۃ الفرقان کی آیات کے حوالے سے بتایا تھا کہ رحمان کے بندے بننا چاہتے ہو تو تمہیں کیا کرنا ہوگا- حضور نے فرمایا کہ آج جو آیات میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں ان میں یہ ذکر ہے کہ شیطان کے بندے نہ بنو- اگر شیطان کے بندے بنوگے تو تم رحمان کے بندے بن ہی نہیں سکتے-

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ان آیات کا سورۃ فاتحہ سے بہت گہرا تعلق ہے- اگرچہ یہاں تفصیل سے سورۃ فاتحہ کو نہیں دہرایا لیکن اتنے قطعی اشارات سورۃ فاتحہ کے دیئے گئے ہیں کہ انسان کا ذہن ان سے بھٹک سکتا ہی نہیں- حضور ایدہ اللہ نے سورۃ فاتحہ کے ساتھ ان آیات کے مضامین کو جوڑتے ہوئے اس کی روشنی میں نہایت لطیف تفسیر بیان فرمائی اور بتایا کہ شیطان کو پہچاننے کا طریق یہ بتایا گیا ہے کہ اگر ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت میں تم غیر اللہ کی طرف جھک رہے ہو اور اسی کو مالك یوم الدین سمجھ رہے ہو تو پھر لازماً تم اسی کی عبادت کر رہے ہو- اگر تم مونہہ سے ایاك نعبد خدا کو کہو مگر رب، رحمان، رحیم شیطان کو سمجھو تو تمہارا ایاك نعبد کا

(باقی صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے- یہ پروگرام احباب کی دینی، روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے- مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو وڈیو یو-کے- سے اس کی وڈیو حاصل کرسکیں- گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے :-

ہفتہ ۱۵ مارچ ۱۹۹۷ء

حسب معمول آج حضور انور ایدہ اللہ نے بچوں کی ہفتہ وار ملاقات کے دوران نظمیں اور تقریریں سنیں- پروگرام کا آغاز سورۃ فیل کی تلاوت کے ساتھ ہوا- بعدہ ایک بچی نے تاریخ قادیان کے موضوع پر تقریر کی اور ایک بچے نے مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم کے حالات زندگی پڑھ کر سنائے-

اتوار ۱۶ مارچ ۱۹۹۷ء

آج کے ملاقات پروگرام میں حضور ایدہ اللہ نے انگریزی بولنے والے احباب کے جن سوالات کے جواب ارشاد فرمائے وہ سوالات اور ان کا نہایت مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ذیل میں پیش کیا جاتا ہے :-

☆ حضرت نوحؑ کے زمانے میں آنے والا طوفان علاقائی تھا یا عالمی ؟

حضور انور نے جواباً فرمایا کہ عالمی طوفان تو اگر قطبین کی تمام برف پگھل جائے اور پھر تمام سندروں کو ملا کر دوگنا پانی ہو جائے تب بھی ناممکن ہے- قرآن مجید کا بیان حقیقت پر مبنی ہے کہ وہ صرف حضرت نوحؑ کی قوم کو سزا دینے کے لئے اسی علاقے تک محدود تھا-

☆ ہم غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تو وہ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کا باعث ہیں ؟

حضور نے فرمایا کہ اعتراض کرنے والے احمدیت سے پہلے کی اپنی تاریخ کا مشاہدہ کریں تو ان کو جواب مل جائے گا کہ تفریق کہاں سے چلی اور کہاں تک پہنچ چکی ہے- حضور ایدہ اللہ نے تفصیل کے ساتھ بریلویوں اور دوسرے فرقوں کے عقائد کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اس سلسلہ میں ایک رسالہ "ہم غیر احمدیوں کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے" مطالعہ کیا جاسکتا ہے-

☆ نماز کے وقت اذانوں میں نماز کے لئے بلایا جاتا ہے تو احمدی اور غیر احمدی اذان میں کیسے تمیز کی جائے ؟

حضور نے جواباً فرمایا کہ احمدیوں کی مساجد سب کو معلوم ہوتی ہیں- اس کے علاوہ احمدی لوگ اپنی نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے اور چہرے کے نور کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں-

☆ جرمنی اور یورپ میں سیاسی پارٹیوں میں کافی چپقلش پائی جاتی ہے- کیا اسلام اس سلسلے میں کچھ مدد کرسکتا ہے ؟

حضور نے فرمایا کہ مسلمان تو خود متحد نہیں ہیں- حضور نے علاج کے طور پر نصیحت فرمائی کہ اگر سب فریق دیانتداری کے ساتھ اپنی ماضی اور حال کی نوآبادیاتی برتری کے خیال کو بھول کر دوسروں کے لئے قربانی کا جذبہ اختیار کرلیں تو اتحاد قائم ہوسکتا ہے اور یہ بات برطانیہ کے لئے بہت مشکل ہے- اور اگر وہ پرانا Image قائم رکھنا چاہتے ہیں تو پھر مادی فوائد کو بھول جائیں-

☆ خدا کی مخلوق میں لامحدود تنوع ہے- ان کی روحانیت کو کس طرح ماپا جائے گا ؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ہر مخلوق کو اس کے مناسب حال اور ضروری اوصاف دے کر پیدا فرمایا ہے- بناوٹ میں بیرونی اور اندرونی فرق ضرور ہے لیکن اس میں بھی انصاف سے کام لیا ہے- حضور نے مختلف مثالیں دے کر اس مضمون کی وضاحت فرمائی-

☆ سفر کے دوران نماز کا وقت اور سمت کیسے معلوم کئے جائیں ؟

حضور نے فرمایا جہاں تک ممکن ہے کوشش کریں ورنہ قرآنی ارشاد 'اینما تولوا فثم وجه الله' پر عمل ہوگا-

☆ اسلام تو امن کا نام ہے لیکن مغرب کے لوگ اسلام سے کیوں ڈرتے ہیں ؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مغرب والوں نے اسے خود فوبیا بنالیا ہے- ہاں یہ بات ضرور ہے کہ مولوی اسلام کی محبت کے نام پر سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے عوام کے جذبات کو مشتعل کر دیتے ہیں اور اس طرح پبلک کو دھوکے میں مبتلا رکھتے ہیں- کبھی نسلی امتیاز کو ہوا دے کر حقارت اور نفرت پیدا کر دیتے ہیں- مغربی سیاستدان کو چاہئے کہ وہ ان حقائق کو سمجھ کر اسلام کی اصل روح سے فائدہ اٹھائیں-

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سب انبیاء کو دکھ دیئے گئے اور میں بھی نبی ہوں اس

(باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

اداریہ

قدرت رحمان و مکر آدمی میں فرق ہے

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے سہارے، اس کی نظروں تلے، اس کی حفاظت میں جوں جوں جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر اعلاء کلمۂ اسلام اور خدمت بنی نوع انسان کے میدانوں میں تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے توں توں معاندین کی فتنہ پردازیوں اور شرانگیزیوں میں بھی اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے- اور ان کی طرف سے جس قدر تکذیب اور افتراء اور تمسخر اور استہزاء پر مبنی کارروائیوں میں تیزی آتی جاتی ہے اسی نسبت سے زیادہ قوت اور شوکت کے ساتھ اسلام احمدیت کی حقانیت دنیا میں ثابت ہوتی جاتی ہے اور اس کی مقبولیت بڑھتی چلی جاتی ہے- کیونکہ سچ ایک طاقت ہے اس میں ایک جذب اور کشش پائی جاتی ہے- وہ ایک نور ہے جو چھپائے چھپ نہیں سکتا اور جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "سچائی پر اگر ہزار گرد و غبار ڈالا جاوے پھر بھی وہ باہر نکل کر اپنا جلوہ دکھائے گی-" تمام انبیاء اور راستبازوں کی زندگیاں اس حقیقت کے اثبات پر گواہ ہیں- بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ جب انبیاء خدا کے پیارے اور برگزیدہ ہوتے ہیں تو پھر وہ انہیں اور ان کے ماننے والوں کو مشکلات اور مصائب میں کیوں ڈالتا ہے اور ایسا کیوں ہوتا ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کی طرف سے ایذاء دیئے جاتے ہیں اور طرح طرح کی گالیاں سنتے اور تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنائے جاتے ہیں- حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن مجید اور تاریخ انبیاء کے حوالے سے ان مخالفتوں کی حکمت اور اس کے نتائج پر اپنی کتب اور ارشادات میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے- ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا :-

"صادق کی بعثت کے ساتھ ہی آسمان سے اس کے واسطے ایک کشش نازل ہوا کرتی ہے جو دلوں کو ان کی استعدادوں کے مطابق کشش کرتی اور ایک قوم بنا دیتی ہے- اس سے تمام سعید روحیں صادق کی طرف کھنچی چلی آتی ہیں- .... آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ تمام دنیا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کشش کا نزول ہے- سعید تو دوستی کے رنگ میں چلے آتے ہیں مگر شقی بھی اس حصہ سے محروم نہیں، ان میں مخالفت کا جوش شعلے مار رہا ہے- جب کہیں ہمارا نام بھی ان کے سامنے آجاتا ہے تو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتے اور بے خود ہو کر مجنونوں کی طرح گالی گلوچ تک آجاتے ہیں ورنہ بھلا دنیا میں ہزاروں فقیر، لنگوٹی پوش، بھنگی، چرسی، کنجر، بدمعاش، بدعتی وغیرہ ہوتے ہیں مگر ان کے لئے کسی کو جوش نہیں آتا اور کسی کے کان پر جوں نہیں چلتی- وہ چاہے بدمذہبیاں اور بے دینیاں کریں پھر بھی ان سے مست ہی رہے ہیں- اس کی وجہ بھی صرف یہی ہے کہ وہ چونکہ روحانیت سے خالی ہیں اس واسطے ان کے واسطے کسی کو کشش نہیں .... غرض صادق کے واسطے ہی ایک کشش ہوتی ہے جو دلوں کے ولولوں کو ابھارتی اور جوش میں لاتی ہے- سعیدوں کے ولولے سعادت اور اشقیاء کے شقاوت کے رنگ میں پھل لاتے ہیں-"

(ملفوظات جلد سوم طبع جدید صفحہ ۲۹۵-۲۹۶)

پس اس پہلو سے اگر آپ اس مخالفت پر نظر کریں جو معاند احمدیت ملاؤں اور ان کے ہمنواؤں کی طرف سے کی جاتی ہے تو بعینہ یہی صورتحال دکھائی دیتی ہے-

قوم میں فسق و فجور و معصیت کا زور ہے　　　چھا رہا ہے ابر یاس اور رات ہے تاریک و تار

لیکن روحانیت سے بے بہرہ، تنگ نظر، متعصب ملاں کو یہ سب کچھ دکھائی نہیں دیتا- اس کی تمام تر توجہ اس طرف ہے کہ کسی طرح احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ترقی کو روکا جائے خواہ اس کے لئے کتنا ہی جھوٹ اور تلبیس سے کام لینا پڑے اور شرم و حیا اور اخلاقیات کی تمام حدود کو پھلانگ کر ادنیٰ اور ذلیل ہتھکنڈے استعمال کرنے پڑیں- لیکن خدا کی تقدیر ہمیشہ انہیں ان کے بد منصوبوں میں ناکام و نامراد کرتی ہے

کیا بگاڑا اپنے مکروں سے ہمارا آج تک　　　اژدہا بن بن کے آئے ہو گئے پھر سوسمار

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"حق اپنے زور اور قوت سے چلتا اور اس کے ساتھ باطل بھی ضرور چلتا ہے، لیکن باطل اپنی قوت اور طاقت سے نہیں چلتا بلکہ حق کے پرتو سے چلتا ہے کیونکہ حق چاہتا ہے کہ ساتھ ساتھ کچھ باطل بھی چلے تا کہ تمیز ہو- کاذبوں اور منکروں کے وجود سے بہت سی تحریکیں ہو جاتی ہیں- .... جس جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا ہے اسی قدر حق کی قوت اور طاقت تیز ہوتی ہے- زمینداروں میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ جتنا جیٹھ ہاڑ تپتا ہے اسی قدر ساون میں بارش زیادہ ہوتی ہے- یہ ایک قدرتی نظارہ ہے- حق کی جس قدر زور سے مخالفت ہو اسی قدر وہ چمکتا اور اپنی شوکت دکھاتا ہے- ہم نے آزما کر دیکھا ہے جہاں جہاں ہماری نسبت زیادہ شور و غل ہوا ہے وہاں ایک جماعت تیار ہو گئی اور جہاں لوگ اس بات کو سن کر خاموش ہو جاتے ہیں وہاں سے زیادہ ترقی نہیں ہوتی- فتح کے لئے اول لڑائی کا ہونا ضروری ہے- اگر لڑائی نہ ہو تو فتح کا وجود کہاں سے آئے؟ پس اسی طرح اگر حق کی مخالفت نہ ہو تو اس کی صداقت کس طرح کھلے؟" (ملفوظات جلد سوم (طبع جدید) صفحہ ۲۲۶)

پس ہم اپنے معاندین سے کہتے ہیں کہ جھوٹ اور افتراء اور سب و شتم اور استہزاء پر مبنی جو شرانگیز مکر و فریب آپ عمل میں لانا چاہتے ہیں لے آئیں اور اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیکھیں، ہمیں یقین ہے کہ جس قدر پرزور طوفان مخالفت کا اٹھے گا اسی قدر عظیم نشانات ہمارے حق میں خدا کی طرف سے ظاہر ہوں گے کہ پہلے بھی ایسے ہی ہوتا آیا ہے- یاد رکھیں

مکر انساں کو مٹا دیتا ہے انسانِ دگر　　　پر خدا کا کام کب بگڑے کسی سے زینہار
قدرت رحمان و مکرِ آدمی میں فرق ہے　　　جو نہ سمجھے وہ غبی از فرق تا پا ہے حمار

منزل آخر ہر راہ وفا........

وہ جہاں ہیں ہمیں جانا ہے وہاں تک یارو!
کون جانے ہمیں جانا ہے کہاں تک یارو؟

ہم وہاں ہیں کہ جہاں درد و دوا ہیں اک سے
وہ وہاں ہیں کہ نہیں غم کا نشاں تک یارو!

ابتدا ان کی جہاں ختم حدود امکاں
انتہا اپنی فقط حد مکاں تک یارو!

منزل آخر ہر راہ وفا ہے وہ در
آسکو تم بھی تو آ جاؤ وہاں تک یارو!

کب بچھڑ جائے کوئی بیچ سفر میں ہمدم،
مل کے چلتے ہیں چلا جائے جہاں تک یارو!

زیست کرنا ہے سفر دھند میں چلتے چلتے
کوئی اپنا نہ یہاں ہے نہ وہاں تک یارو!

تیر ٹوٹے کہ بدن ـ خیر تمہیں کیا اس سے؟
کھنچ گئی زیست کی اب کے یوں کماں تک یارو!

مدتیں ہو گئیں بچھڑے ہوئے خود سے ساحر!
اشک بھی بھول گئے اپنی زباں تک یارو!

(ایچ۔ آر۔ ساحر)

(بقیہ از صفحہ اول :- خلاصہ خطبہ جمعہ)

دعویٰ جھوٹا ہے- حضور نے فرمایا کہ دنیا میں جہاں بھی شیطان کی عبادت ہو رہی ہے وہ یہ چار صفات جو سورۃ فاتحہ میں مذکور ہیں، یہ غیر اللہ کو دینے کے نتیجہ میں ہو رہی ہے-

حضور ایدہ اللہ نے آیات قرآنی کے حوالہ سے بتایا کہ شیطان کے دوست وہ لوگ ہوتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے- ایسے لوگ جن کی باتوں میں اللہ اور رسول کے لئے احترام نہ ہو ایسے لوگوں سے تعلقات نہ رکھو کیونکہ شیطان ایسے ہی لوگوں کے ذریعے بہکایا کرتا ہے- ہماری سوسائٹی شیطان کے دوستوں سے کلیتہً منقطع ہو جانی چاہئے-

حضور نے تفصیل سے اللہ تعالیٰ کی صفت رب کے حوالہ سے بتایا کہ آج دنیا میں سب سے بڑے فتنے اقتصادی فتنے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو رب بنانے کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں- حضور نے فرمایا کہ اگر 'ایاك نعبد' کے بعد 'ایاك نستعین' کی دعا انسان کے حق میں قبول نہیں ہوتی تو اس کا مطلب ہے کہ وہ 'ایاک نعبد' کے اقرار میں سچا نہیں ہے- حضور نے فرمایا کہ جہاں غیر اللہ کی ربوبیت سے اپنے آپ کو چھڑا کر اللہ کی ربوبیت کے سائے تلے آئیں گے وہاں لازماً اللہ کی عبادت کے نتیجے میں آپ پر خدا کی ربوبیت کا فیضان پہلے سے زیادہ جاری ہوگا-

حضور نے فرمایا کہ اس دنیا کو بچانے کے لئے آپ خدا کی آخری جماعت ہیں لیکن اگر آپ روزمرہ کی زندگی میں ایسی باتوں میں ملوث ہوں کہ فلاں، فلاں کے پیسے کھا گیا اور اس قسم کی ظالمانہ کارروائیاں ہو رہی ہوں تو آپ 'ایاك نعبد و ایاك نستعین' کے اعلان میں کیسے سچے ہو سکتے ہیں- 'ایاك نعبد' نے یہ شرط لگائی ہے کہ ہم تیری عبادت کر رہے ہیں اس لئے تجھ سے مدد مانگ رہے ہیں- دعاؤں کی قبولیت کا راز اس بات میں کھول دیا گیا ہے- پس اپنے تعلقات کو اللہ تعالیٰ سے ٹھیک کریں اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک شیطان کی عبادت سے اجتناب نہ کریں-

اسی طرح حضور انور نے صفت رحمانیت کے حوالہ سے کہا کہ جب توکل غیر اللہ پر ہو اور بڑے لوگوں سے تعلق اس لئے رکھا جائے کہ اس کے نتیجے میں فوائد حاصل ہوں گے تو پھر اللہ سے مدد مانگنا بالکل بے معنی ہے- اگر رحمان سے تعلق رکھنا ہے تو پاکیزگی کا رحم کا تعلق اس طرح رکھیں کہ اس کی رحمانیت کے مقابل کسی کا خیال تک دل میں نہ آئے- حضور نے فرمایا کہ عباد اللہ بننا ہم پر لازم ہے- اگر ہم اس کے بندے بن جائیں تو ساری کائنات ہماری ہو جائے گی- حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کی آیات سے سچی رہنمائی حاصل کر کے اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے-

حضرت سید غلام حسین شاہ صاحب رضی اللہ عنہ

(آپ نے ۱۴ برس کی عمر میں ۱۸۹۷ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی)

میری تعلیم

مسلم علماء کے فتویٰ کے باعث کہ انگریزی پڑھنا کفر ہے اس زمانہ میں اکثر مسلمان سرکاری ملازمتوں سے محروم رہ گئے جبکہ ہنود نے تمام سرکاری ملازمتوں اور عہدوں پر قبضہ کر لیا۔ بعض دفاتر میں کلرک تو درکنار کوئی چپراسی بھی مسلمان نظر نہ آتا تھا۔ میں سنا کرتا تھا کہ بھیرہ شہر کے محلہ سیٹھاں والہ میں ہر ماہ ایک لاکھ روپے کے منی آرڈرز ان لوگوں کی طرف سے آیا کرتے تھے جو بھیرہ شہر سے باہر جاکر ملازمتیں اختیار کئے ہوئے تھے۔ جس کسی پر اللہ تعالیٰ فضل کرنا چاہتا ہے تو اس کے اسباب بھی خود ہی پیدا کر دیا کرتا ہے۔ میری عمر جب پانچ سال کے قریب ہوئی تو میں محض خدا تعالیٰ کے فضل سے سکول میں جاکر داخل ہو گیا۔ مولوی فضل کریم صاحب مرحوم چٹی پلی والوں نے مجھے محبت سے پہلی جماعت میں داخل کر لیا اور خوب محبت سے پڑھایا۔........ ۱۸۹۵ء میں کچھ دنوں کے واسطے میں امرتسر اپنے بڑے بھائی صاحب قاضی سید امیر حسین صاحب کے پاس چلا گیا جو وہاں امرتسر کی اسلامیہ سکول کی شاخ دینیات کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ ان دنوں اسلامیہ سکول امرتسر، مرید کے چوک کے پاس شیخ بڈھا کی مسجد کے قریب تھا۔ پھر حضرت بھائی صاحب نے بوجہ قبول احمدیت وہاں کی ملازمت چھوڑ دی تھی اور مجھے بھی بھیرہ واپس آنا پڑا۔ ۱۸۹۶ء میں میں نے انگلش مڈل کا امتحان بھیرہ سے شاہ پور میں جاکر دیا جو اس زمانہ میں یونیورسٹی کا امتحان ہوا کرتا تھا۔ میں قادیان سے واپس لاہور اپنے دوست مسٹر امام الدین کے پاس آیا جو اس وقت آرٹس سکول لاہور میں تعلیم پاتے تھے۔ ان کے مشورہ سے میں آرٹس سکول میں داخل ہو گیا۔ ایک بمبئی کے استاد نے جب مجھ سے مٹی کا گارا بنوایا تو مجھے اس کام سے نفرت ہو گئی اور میں نے آرٹس سکول چھوڑ دیا۔ اتنے میں مڈل کا نتیجہ نکل آیا اور میں انگلش مڈل میں پاس ہو گیا۔

پھر میرا ارادہ میڈیکل کالج میں داخل ہونے کا ہو گیا مگر وہاں داخلہ ہو چکا تھا جبکہ میرا نتیجہ بعد میں نکلا لہٰذا خالی رہنے کی نسبت میں نے ریلوے ایگزامینر آفس میں کلرک کی ملازمت کر لی تاکہ اگلے سال داخل میڈیکل کالج میں ہو سکوں۔

استخارہ اور خواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد تھا کہ جو کام کرنا ہو اس سے پہلے استخارہ کر لیا کرو چنانچہ میں نے میڈیکل کالج میں داخلہ لینے کے شوق میں استخارہ کیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے محلہ کا ایک زمیندار اللہ دین نامی گائیوں اور بھینسوں کا ریوڑ لئے جاتا ہے، وہ مجھے دیکھ کر کہنے لگا کہ "ایڈمیشن دی تے کوئی گل نہیں پر تو اسسٹنٹ ہو جائیگا!" اس زمانہ میں میڈیکل ڈاکٹر کو ہاسپٹل میں اسسٹنٹ کہا کرتے تھے اور وٹرنری ڈاکٹر کو وٹرنری اسسٹنٹ بولتے تھے۔ چونکہ میرے دل میں میڈیکل کا شوق اور خیال تھا اس لئے میں نے خواب کی تعبیر یہ سمجھی کہ میں میڈیکل کا ہاسپٹل اسسٹنٹ بن جاؤں گا۔ چونکہ میڈیکل میں داخلہ بہت سخت ہوتا تھا لہٰذا خواب میں اللہ دین نے کہا کہ "ایڈمیشن کی تو کوئی بات نہیں"۔ اس سے میں سمجھا کہ میں بآسانی داخل ہو جاؤں گا۔ البتہ خواب میں ہی مجھ پر یہ تاثر تھا کہ اللہ دین ہے تو جٹ یعنی جاٹ قسم کا دیہاتی مگر انگریزی الفاظ ایڈمیشن اور اسسٹنٹ بھی بولتا ہے!

۱۸۹۸ء میں جب میں میڈیکل کالج کے داخلہ کے لئے پیش ہوا تو پرنسپل نے پوچھا کہ تمہیں مڈل پاس کئے سال بھر ہو چکا ہے اب تک کیا کرتے رہے؟ میں نے کہا کہ گزشتہ سال میڈیکل کا داخلہ ختم ہو چکا تھا اور میرا نتیجہ مڈل امتحان کا بعد میں نکلا تھا اس وجہ سے خالی بیٹھے رہنے کی بجائے ریلوے کے بڑے دفتر میں کلرک ہو گیا تھا! یہ سن کر پرنسپل نے کہا کہ جو لڑکا سکول چھوڑ کر ملازمت کر لے اس کو ہم میڈیکل کالج میں داخل نہیں کیا کرتے! لہٰذا تم چلے جاؤ۔ یہ جواب سن کر میں واپس چلا آیا مگر بہت افسردہ ہوا۔

ان ایام میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مکان پر اکثر احمدی احباب جمع رہتے تھے کیونکہ ڈاکٹر صاحب کالج میں جونیر ہاؤس سرجن متعین تھے۔ میری بات سن کر ان دوستوں نے کہا کہ آپ کے والد صاحب گھوڑوں کے تاجر ہیں تو آپ وٹرنری کالج میں کیوں داخلہ نہیں لیتے؟ جبکہ میڈیکل ہاسپٹل اسسٹنٹ اور وٹرنری اسسٹنٹ کی تنخواہ برابر ہے۔ چنانچہ میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحبؓ کے مشورہ پر وٹرنری کالج لاہور میں داخلہ لینے پر آمادہ ہو گیا۔ اس زمانہ میں وٹرنری کالج میں تعلیم اردو زبان میں ہوتی تھی اور کورس دو سال کا ہوتا تھا۔

وٹرنری کالج میں داخلہ کا طریق

اس زمانہ میں وٹرنری کالج میں داخلہ کا طریقہ یہ تھا کہ پرنسپل تمام امیدواران داخلہ کو ایک قطار میں کھڑا کر دیتا تھا اور پھر کہتا کہ میٹرک، ایف۔اے، بی۔اے پاس اب الگ قطار میں کھڑے ہو جائیں۔ جب وہ الگ قطار میں کھڑے ہو جاتے تو ان سب کو پرنسپل کہتا کہ تم لوگ تو زیادہ تعلیم یافتہ ہو، کسی بڑے آفس میں جاکر کام کرو! ہمیں کم پڑھے ہوئے مگر مال مویشی سے واقف اور دھوپ میں محنت مشقت سے کام کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ تم زیادہ پڑھے لکھے، بال سنوارنے، خوشبو لگانے اور بجلی کے پنکھوں تلے کام کرنے والے ہو۔ ہمارے وٹرنری محکمہ کو تمہاری ضرورت نہیں! چنانچہ زائد تعلیم کا طبقہ چلا جاتا۔

وٹرنری کے لئے پرنسپل لمبے قد والے، مضبوط جسم والے اور زمینداری سے واقف طرز کے لڑکوں کو پسند کرتا تھا جو کہ جانوروں کے ساتھ جدوجہد اور کشتی کر سکیں۔ لہٰذا باقی ماندہ امیدواروں میں سے داخلہ انہیں ملتا جن کی کوئی پروفیسر سفارش کرتا اور ایسوں کو منتخب کر کے ایک چپراسی کی نگرانی میں الگ کھڑا کر دیا جاتا۔

میرے داخلے کے وقت ۱۵۰ امیدوار تھے جبکہ انتخاب صرف ۳۰ کا کرنا تھا جو منتخب گروہ میں چپراسی کی نگرانی میں کھڑے کر دیئے جاتے۔ اب ان کا امتحان اس طرح شروع ہوتا:

سوال: گھوڑی کے کتنے تھن ہوتے ہیں؟ جنہوں نے چار بتایا ان سب کو ریجکٹ کر کے باہر نکال دیا جاتا۔

دوسرا سوال: چنے کا درخت کتنا بڑا؟ جو کیکر جتنا بتاتے ان کو ریجکٹ کر کے نکال دیا جاتا۔

میری قطار میں سے ایک امیدوار جس کی پروفیسر نے سفارش کی تھی اسے تو Select کر لیا مگر مجھے اور اور مزید تین چار کو جن کی سفارش نہیں تھی نکال دیا۔

اتنے میں ہمارے شہر بھیرہ کا مکھن خان نامی بلوچ جو فوج میں تعلیم پانے کے لئے لاہور کالج میں آیا ہوا تھا اس نے مجھ سے پوچھا کہ شاہ جی! آپ یہاں کیسے؟ میں نے اسے بتایا کہ وٹرنری کالج میں داخلے کے لئے آیا تھا مگر مجھے سلیکٹ نہیں کیا اور نکال دیا۔ اس فوجی نے کہا ان کی ایسی تیسی! یہ بھلا آپ کو نہ لیں جن کی خاندانی سوداگری گھوڑوں کی ہے۔ چنانچہ اس نے مجھے بھی ان سلیکٹ شدہ امیدواروں میں کھڑا کرا دیا جن کا امتحان گھوڑی کے تھن اور چنے کے درخت وغیرہ کا ہو چکا تھا۔

اب ہمارا تیسرا امتحان اس طرح تھا کہ اندھے گھوڑے پر سواری کرائی جاتی اور پھر سینگ والے بیل کو کھونٹے سے بندھواتے۔ پھر مجھ سے پرنسپل نے سوال کیا کہ اگر گھوڑا دبلا ہو جائے تو اس کو موٹا کرنے کی کیا ترکیب ہے؟ میں نے جواب دیا کہ دبلے گھوڑے کو موٹھ کا میہلا کھلایا جاتا ہے۔ مجھ سے میہلا کا لفظ سن کر پرنسپل چونک پڑا اور مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا میں سوداگر اسپاں کا بیٹا ہوں اور ہمارے ہاں میہلا تیار کر کے گھوڑوں کو دیا جاتا ہے۔ "میہلا" خاص طور پر گھوڑوں کے سوداگروں کی اصطلاح ہے۔ لہٰذا مجھ سے "میہلا" کا لفظ سن کر پرنسپل بہت خوش ہوا۔ پھر مجھ سے اندھے گھوڑے کی سواری کرائی اور سینگ مارنے والے بیل کو کھونٹے سے بندھوایا اور مجھے پاس کر کے کالج میں داخلہ دے دیا۔

استخارہ کے جواب میں خواب کی تعبیر

وٹرنری کالج میں داخلہ ہونے کے بعد میرے خواب کی تعبیر مجھے یوں سمجھ آئی کہ اللہ دین جٹ نے کہا تھا کہ ایڈمیشن دی تے کوئی گل نہیں پر تو اسسٹنٹ ہو جائیگا! اس سے مراد یہ تھی کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے وٹرنری اسسٹنٹ بنا دینا تھا اور داخلہ میرے لئے اس طرح آسان ہو گیا کہ مکھن خان بلوچ فوجی نے مجھے لے جاکر امتحان لئے جانے والے گروپ میں کھڑا کرا دیا اور امتحان کی تینوں منزلیں بھی بآسانی میں نے عبور کر لیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ چونکہ اللہ دین جٹ گائیوں اور بھینسوں کا ریوڑ لے جا رہا تھا اس لئے میں نے وٹرنری اسسٹنٹ بننا تھا نہ کہ میڈیکل اسسٹنٹ۔

۱۸۹۸ء احمدیوں کے لئے سخت مصیبت کا سال تھا کیونکہ عبداللہ آتھم پر پیشگوئی سے عیسائی لوگ مخالف تھے اور بوجہ قتل لیکھرام آریہ ہندو خون کے پیاسے تھے اور محمد حسین بٹالوی اور نذیر حسین دہلوی کے فتویٰ کفر کے باعث مسلمان از حد خلاف تھے اور مزید برآں ایک مقدمہ جو ہنری مارٹن کلارک پادری نے حضرت اقدسؑ کے خلاف دائر کیا تھا اس میں تینوں قومیں ہندو مسلم اور عیسائی مخالفت پر آمادہ تھے مگر خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کی حفاظت فرمائی۔ اس مقدمہ کا مفصل حال "کتاب البریہ" میں درج ہے۔

وٹرنری کالج میں داخلہ اور مخالفت

۱۸۹۸ء میں میں وٹرنری کالج میں داخل تو ہو گیا مگر مصائب کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا وہ اس طرح کہ میرے تمام پروفیسر سید بھائی تھے جنہوں نے میری سخت مخالفت کی۔ ہر ایک پروفیسر نے اپنے اپنے مضمون کا ایک ایک رجسٹر رکھا ہوا تھا جس کے چار مارکس ہوتے تھے اور ہر پیر کے دن گزشتہ ہفتہ بھر کے پڑھائے ہوئے اسباق کا امتحان لیتا تھا۔ ایک پروفیسر تو ان میں بہت ہی زہریلا تھا وہ مجھ سے صرف یہ سوال کرتا کہ تو مرزے کا مرید ہے؟ میں جواب دیتا جی ہاں۔ تو وہ میرے نام کے آگے صفر یعنی زیرو لکھ دیتا۔

چونکہ ان ایام میں حضرت اقدسؑ کے الہامات اخباروں میں شائع ہوا کرتے تھے تو دوسرا پروفیسر کلاس میں مجھے مخاطب کر کے پوچھتا کہ سنا مرزا کو کوئی احتلام ہوا ہے؟ وہ (شرارت سے تمسخر کرتے ہوئے) الہام کو احتلام کہتا جس پر میں خاموش رہتا مگر تمام کلاس کھلکھلا کر ہنس پڑتی۔ ان ایام میں اگر کوئی کتا مسجد میں جا گھستا تو ملاں مسجد کو نہ دھوتے لیکن اگر کوئی احمدی ان کی مسجد میں داخل ہو جاتا تو اسے مسجد سے باہر نکال دیتے اور مسجد کو خوب دھوتے تھے۔

ایک مرتبہ کپور تھلہ میں کسی مولوی صاحب نے وعظ کیا کہ جو کوئی کسی احمدی کے سلام کا جواب سلام سے دے گا تو سلام کا جواب سلام سے دینے سے اس کی عورت پر طلاق پڑ جاتی ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اتفاق سے کپور تھلہ میں تھے اس مولوی صاحب کو مجمع سمیت آتے دیکھ کر ایک گلی میں ایک طرف کو کھڑے ہو گئے۔ جب وہ مولوی صاحب سامنے سے گزرے تو مفتی صاحبؓ نے جھٹ آگے بڑھ کر اس مولوی کو زور سے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا چنانچہ مولوی صاحب نے بھی جواباً وعلیکم السلام کہا۔ تب مفتی صاحبؓ نے کہا کہ جناب میں احمدی ہوں۔ تب مولوی صاحب بہت شرمندہ ہوئے۔

ان دنوں ایک مولوی بغدادی نیلے گنبد والی مسجد لاہور میں وعظ کیا کرتا تھا۔ مخالفت کرتے کرتے اس کے مونہہ میں جھاگ آ جاتی۔ وہ کہتا کہ اگر خدا بھی آکر کہے کہ مرزا سچا ہے تب بھی ہم نہیں مانیں گے۔ ان ایام میں اخبار میں ایک مولوی صاحب کی بابت لکھا ہوا آیا کہ انہوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں بھیجے اور وہاں مرزا غلام احمد نظر آئے تو میں کہوں گا کہ خدایا تو مجھے دوزخ میں ہی بھیج دے مگر ان کے ساتھ مجھے مت رکھ۔

میں نے کالج چھوڑنے کا ارادہ کیا

چونکہ ہر روز قسم قسم کی شرارتیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی توہین کالج میں ہوتی تھی تو میں نے ارادہ کیا کہ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ میں کالج کو چھوڑ دوں مگر انہی ایام میں حضرت اقدسؑ کا ایک اشتہار نکلا جس میں درج تھا کہ جس راستہ پر میں اپنی جماعت کو لے جانا چاہتا ہوں اس میں کانٹے اور خاردار جھاڑیاں ہیں، جس کسی کے پاؤں نازک ہوں وہ ابھی سے مجھ سے علیحدہ ہو جائے۔ چنانچہ میں یہ پڑھ کر ڈر گیا اور میں نے خاموشی اختیار کر لی مگر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں اپنے مفصل حالات لکھے تو حضرت اقدسؑ کا جواب آیا کہ آپ اپنی تعلیم جاری رکھیں ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں گے۔

میں گیلری میں اچھوت کی طرح الگ تھلگ بیٹھا رہتا تھا

میں کالج کے لیکچر روم کی گیلری میں اچھوت کی طرح ایک طرف الگ تھلگ اداس بیٹھا رہتا کیونکہ جس لڑکے کے ساتھ پروفیسر کلاس روم میں اس قسم کے مذاق کرے اور پوری کلاس کھلکھلا کر ہنس پڑے تو اس کا دل پڑھائی میں کیسے لگ سکتا ہے۔ چنانچہ میرا دل اکثر اداس اور مغموم رہتا لیکن حضرت اقدسؑ کی دعاؤں کا سہارا ضرور تھا۔

ایک روز مجھے خیال آیا کہ گھر سے اس عمر میں خرچہ مجھے نہیں منگوانا چاہئے بلکہ کوئی ٹیوشن کی ڈیوٹی دے کر گزارا کرنا چاہئے۔ چنانچہ میں نے منشی تاج الدین کے سراجدین کی ٹیوشن لے لی۔ اس وقت عزیز مظفر الدین گود

میں تھا- چند یوم بعد میرا فرسٹ ایئر کا امتحان ہوا تو خدا تعالیٰ نے مجھے دس روپیہ ماہوار کا وظیفہ عطا کر دیا جس سے بخوبی گزارا ہو جاتا تھا اور کچھ بچ بھی رہتے تھے لہٰذا میں نے ٹیوشن کی ڈیوٹی چھوڑ دی- اس زمانہ میں ایک آنہ میں سالن اور روٹی سے ایک جوان آدمی کا پیٹ بخوبی بھر جایا کرتا تھا-

موسم گرما کی چھٹیاں قادیان میں گزارنا

اگرچہ لاہور سے احمدی احباب ہفتہ وار قادیان کو جایا کرتے تھے اور بندہ بھی گاہ بگاہ ان کے ہمراہ قادیان کو چلا جایا کرتا تھا مگر موسم گرما کی تین ماہ کی چھٹیاں تو میں قادیان میں ہی گزارا کرتا تھا- وہاں حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں خوب دل لگتا اور حضرت اقدسؑ کی صحبت اور کلمات طیبات سے دل کو تقویت بھی ہوتی تھی-

فائنل امتحان کی تیاری کی چھٹیاں

اس زمانہ میں کالج کی تعلیم کا کورس دو برس کا تھا اور پڑھائی اردو زبان میں ہوتی تھی- کالج بند ہو گیا اور تین ماہ کی چھٹیاں امتحان کی تیاری کے لئے ہو گئیں- کالج کے پانچ مضامین میں اول، دوم، سوم درجہ پر پاس ہونے پر تین تین انعامات، ۲۵ روپیہ، ۱۵ روپیہ اور ۱۰ روپیہ تھے جبکہ سرجری اور میڈیسن میں اول نمبر پر پاس ہونے پر دو چاندی کے تمغے مقرر تھے- کالج بھر میں اول نمبر پر پاس ہونے والے کے لئے سونے کا تمغہ مقرر تھا- جوں جوں امتحان قریب آتا جاتا لائق فائق سٹوڈنٹس اپنی اپنی علمیت کے مطابق انعامات اور تمغہ جات آپس میں اپنے قیاس اور گمان کے لحاظ سے تقسیم کرتے- کوئی کہتا کہ چاندی کا تمغہ تو میں لوں گا- کوئی کہتا کہ سونے کا تمغہ تو فلاں لے گا وغیرہ وغیرہ- جبکہ میں ایک طرف اداس بیٹھا ہوا اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا رہتا کہ اے خدا تعالیٰ مجھے تو پاس ہی کر دے کیونکہ جس لڑکے کی کلاس میں پروفیسر ذلت اور رسوائی کریں اس کا دل پڑھائی میں کیسے لگ سکتا تھا- اگر بھروسہ تھا تو خدا تعالیٰ کی ذات پر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے طفیل جن سے عریضے لکھ کر میں دعا کرایا کرتا تھا-

خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان اور دشمنوں کی ذلت

فائنل امتحان قریب آگیا- امتحان زبانی ہوا کرتا تھا- اگر کوئی لڑکا زبانی امتحان میں فیل ہو جاتا تھا تو مضمون متعلقہ کا پروفیسر اپنے ہفتہ وار امتحان کے رجسٹر میں اس کا اچھا ریکارڈ دکھلا کر اسے پاس کروا لیتا تھا یہ کہہ کر کہ میرے اس مضمون میں یہ لڑکا سال بھر میں اچھے مارکس لیتا رہا ہے جبکہ مجھ غریب کو تو اس کی بھی امید نہ تھی کیونکہ میرے نام کے سامنے تو ہفتہ وار امتحانوں میں پہلے ہی زیرو یعنی صفر لگا ہوا کرتا تھا-

فائنل امتحان لینے کے لئے وٹرنری محکمہ کے انگریز فوجی افسر بطور External Examiners (بیرونی ممتحن) کالج میں آیا کرتے تھے جو اردو زبان سے بھی کافی واقفیت رکھتے تھے- ہر بیرونی انگریز ممتحن کے پاس مضمون متعلقہ کا پروفیسر بیٹھ جاتا- ایگزامینر انگلش میں سوال کرتا- پروفیسر اردو میں لڑکے کو سوال کا ترجمہ کر کے بتا دیتا کہ اس بات کا جواب دو- لڑکے کا جواب اردو میں ہوتا جو کہ انگریز افسر خود سمجھتا- ضرورت ہوتی تو متعلقہ پروفیسر لڑکے کے جواب کا انگریزی ترجمہ بھی انگریز ایگزامینر کو بتا دیتا- تب انگریز ایگزامینر لڑکے کو مارکس یعنی نمبر لگا دیتا- اگر پروفیسر ضرورت محسوس کرتا تو اپنے ہفتہ وار امتحانوں کا رجسٹر دکھا کر لڑکے کی مدد کر کے اسے پاس کرا دیتا جبکہ مجھے تو اس کی بھی توقع نہ تھی کیونکہ میرے نام کے سامنے تو رجسٹرز میں صفر لگا ہوتا تھا-

ایک ایگزامینر نے مجھ سے قبل چند سٹوڈنٹس کو فیل کیا- وہ صرف ایک ہی سوال پوچھتا تھا- اس سوال کا جواب نہ تو ہماری کتب میں تھا اور نہ ہی کسی پروفیسر نے اپنے کسی لیکچر میں ہمیں سکھایا تھا- سوال یہ تھا کہ "ایک گھوڑے کو پیریوڈک آفتھیلیا کا دورہ پڑا کرتا ہے مگر وہ گھوڑا تندرست آنکھوں کے ساتھ ہمارے سامنے کھڑا ہے- ہم کس طرح معلوم کریں کہ اس گھوڑے کو اس مرض کا دورہ ہوا کرتا ہے؟" مجھ سے جب ایگزامینر نے یہ سوال کیا تو میں بہت گھبرا گیا- مگر یہ خیال کر کے کہ مرض آنکھوں کا ہے تو کچھ تو بولنا چاہئے- لہٰذا میں نے اپنی ایک آنکھ کو ذرا بھینچا اور آگے کچھ ابھی کہنے ہی نہ پایا تھا کہ ایگزامینر اپنی کرسی سے اچھل پڑا اور مضمون سے متعلق حاضر پروفیسر سے کہا کہ دیکھو بعینہ ایسا ہی حلقہ اس گھوڑے کی آنکھ کے گرد پڑا ہوتا ہے جیسا اس لڑکے نے بنایا ہے- ایگزامینر نے مجھے کہا آنکھ پہلے کی طرح دوبارہ بھینچو! جب میں نے دوبارہ آنکھ بھینچ کر دکھائی تو ایگزامینر نے مجھے اس سوال کے جواب میں پورے مارکس دے دیئے جس کے نتیجے میں مجھے مضمون میں فرسٹ آنے کا ۲۵ روپیہ انعام اور مزید چاندی کا میڈل بھی ملا- جب میری آنکھ کو دیکھ کر ایگزامینر اپنی کرسی سے اچھلا تو میں خود حیران تھا کہ اسے ہو کیا گیا ہے- غرضیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کی برکت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھ عاجز پر اتنا فضل و احسان فرمایا کہ میرے مخالف دشمن بھی ہمیشہ یاد رکھیں گے-

جب امتحان شروع ہوا تو اگر میں نے ہزار صفحہ کی کتاب میں سے صرف تین چار سوال ہی یاد کئے ہوتے تھے تو ایگزامینر نے مجھ سے ان ہی سے سوال پوچھے اور پورا جواب پا کر مجھے اچھے مارکس دیئے- یہ بات کسی ایک مضمون کی نہیں بلکہ پانچوں مضامین میں پانچوں ایگزامینرز کی ہے- خدا کے فضل سے مجھے تمام پانچوں مضامین میں پانچوں انگریز ایگزامینرز نے فرسٹ رکھا- جب فائنل امتحان کا نتیجہ نکلا تو میں بفضل خدا پانچوں مضامین میں سے ہر ایک مضمون میں فرسٹ آیا اور پانچوں میں اول آنے پر اول درجہ کے پانچوں نقد انعامات میرے نام پر آئے اور چاندی اور سونے کے میڈلز بھی میرے نام آئے- بس نتیجہ کا نکلنا تھا کہ ہمارے وٹرنری کالج میں ایک کہرام مچ گیا اور شور پڑ گیا کہ ارے وہ قادیانی، مرزائی اول آگیا! غضب ہو گیا!- جو لائق فائق لڑکے مثل شیر محمد اور قاضی محمد عمر جو کتابوں کے حافظ مشہور تھے وہ تو چیخیں مار مار کر رونے لگے- تمام کالج میں ایک صف ماتم بچھ گئی گویا بم کا دھماکہ ہو گیا جبکہ ادھر بندہ تو خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر میں گر پڑا-

نتیجہ نکلنے پر تمام مخالف پروفیسروں نے منصوبہ بنایا اور ایک وفد بنا کر مجھے بھی ساتھ لے جا کر ایگزامینرز کے پریذیڈنٹ کے کمرہ میں جا کر عرض کیا کہ حضور! یہ لڑکا غلام حسین تو بہت ہی نالائق ہے- اس نے تو کبھی ہفتہ واری امتحانات میں بھی پورے نمبر نہیں لئے مگر اس کو ہر مضمون میں اول Declare کر دیا ہے- غالباً یہ کوئی چانس ہو گیا ہے اس کا امتحان دوبارہ لیا جائے-

اس پر ایکسٹرنل ایگزامینرز کے پریذیڈنٹ نے سب پروفیسرز کے سامنے ریزلٹ شیٹ نکالا اور میز پر رکھا اور میرے نام کے سامنے پانچوں مضامین کا ریزلٹ دکھایا اور یوں کہا کہ "فرسٹ Here، فرسٹ Here، فرسٹ Here، فرسٹ Here، This can- not be a chance! جب یہ لڑکا پانچوں مضامین میں فرسٹ آیا ہے تو یہ کوئی اتفاق یا چانس نہیں ہو سکتا- اگر یہ کسی ایک آدھ مضمون میں فرسٹ آجاتا تب چانس کہہ سکتے تھے- اس پر پروفیسروں کے وفد نے دوبارہ عرض کیا کہ حضور یہ لڑکا تو بہت ہی نالائق ہے آپ اس کا امتحان دوبارہ لیں- اس پر پریذیڈنٹ نے وفد کو جھڑک کر کہا کہ ہم تمہارے کالج کے لڑکوں کے ساتھ ناانصافی کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں- امتحان لینے کے لئے آئے تھے اور ہم نے امتحان ختم کر کے Result بھی Declare کر دیا ہے- ہم اس لڑکے کا امتحان دوبارہ نہیں لیں گے- "Better leave my office at once! Dont waste my time". بہتر ہے کہ تم فوراً دفتر سے نکل جاؤ اور ہمارا وقت ضائع مت کرو-

اس پر مخالفین پروفیسرز کا وفد جھڑکیاں کھا کر اور ذلیل و خوار ہو کر نامراد واپس آیا-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانوں میں مجھ عاجز کا وجود بھی ایک نشان ہے جو برملا سب کے سامنے ظاہر ہوا- جو مخالف پروفیسر دو برس تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہنسی اڑاتے رہے اور ٹھٹھا کرتے رہے اور میرا مذاق اڑاتے رہے وہ بالآخر کتنے ذلیل و رسوا ہوئے!

بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے!

خدا تعالیٰ بڑی طاقتوں اور بڑی قدرتوں والا ہے- میں اس کی درگاہ میں جتنا بھی شکر ادا کروں وہ کم ہے-

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کرامت

میرے ہم جماعت بعض سٹوڈنٹس نے مجھے بتایا کہ ہم یہ کہا کرتے تھے کہ باوجود پروفیسروں کی مخالفت کے اگر غلام حسین آخری نمبر لے کر ہی پاس ہو جائے تو ہم اسے مرزا صاحب کی کرامت سمجھیں گے مگر جب آپ اول نمبر پر پاس ہوئے تو اب ہم نے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو مان لیا- چنانچہ راجہ فضل الدین صاحب اور محمد یعقوب صاحب نے بیعت کر لی- ان کے علاوہ ڈاکٹر محمد الدین صاحب نے بھی بیعت کر لی، اکثر کے دلوں میں حضرت اقدسؑ کی صداقت گھر کر گئی مگر صداقت خوش نصیبوں کو ہی نصیب ہوتی ہے.........-

لیفٹیننٹ گورنر پنجاب نے انعامات تقسیم کئے

اپریل ۱۹۰۰ء میں لیفٹیننٹ گورنر پنجاب نے انعامات پنجاب وٹرنری کالج میں آکر تقسیم کئے- عرف عام میں اس زمانہ میں لارڈ کی نسبت سے گورنر کو لاٹ صاحب کی اصطلاح سے یاد کیا جاتا تھا- اعلان کر کے مجھے پکارا گیا اور حاضر ہونے پر مندرجہ ذیل انعامات مجھے لیفٹیننٹ گورنر صاحب نے عطا کئے:

(۱) تمام کالج میں فرسٹ آنے پر سونے کا میڈل جس پر میرا نام کندہ ہے-

(۲) چاندی کا میڈل میڈیسن میں معہ فرسٹ آنے پر نقد انعام ۲۵ روپیہ-

(۳) اناٹمی اور فزیالوجی کے مضمون میں فرسٹ آنے پر سرٹیفیکیٹ اور اول درجہ کا نقد انعام مبلغ ۲۵ روپیہ-

(۴) بوائن پیتھالوجی کے مضمون میں فرسٹ آنے پر سرٹیفیکیٹ اور اول درجہ کا نقد انعام مبلغ ۲۵ روپیہ-

(۵) سرجری کے مضمون میں فرسٹ آنے پر سرٹیفیکیٹ اور اول درجہ کا نقد انعام مبلغ ۲۵ روپیہ-

(۶) پریکٹیکل سرجری میں فرسٹ آنے پر ڈاوسن صاحب کا سرٹیفیکیٹ اور اول درجہ کا نقد انعام مبلغ ۲۵ روپیہ-

غرضیکہ دونوں گولڈ اور سلور میڈلز اور پانچوں سرٹیفیکیٹس اور پانچوں نقد انعامات سے میری جھولی بھر گئی- تقریب تقسیم انعامات کے اختتام پر میں اپنے پروفیسروں کو الوداعی سلام کرنے کے لئے حاضر ہوا کہ نہ جانے اب پھر کب ملاقات ہو گی- میرے حاضری دینے پر پروفیسر صاحبان حسد سے جل گئے اور مجھے بولے "توتے سجھدا ہونا اے کہ تیرے مرزا دا معجزہ ہے!" میں نے مؤدبانہ عرض کیا کہ معجزے کے سر پر سینگ تو نہیں ہوتے مگر یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ معجزہ تو ضرور ہوا- آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوا- آپ کے کالج میں ہوا، آپ کے بدست ہوا- پھر بھی آپ نہ مانیں تو کیا علاج! اس پر پروفیسروں نے کہا "ہن توں جت گیا اے جو مرضی کہندا پھر!" (یعنی اب تم جیت گئے ہو جو مرضی کہتے پھرو) بالآخر میں الوداعی سلام کر کے چلا آیا-

پھر بندہ قادیان کو گیا اور اپنے جملہ انعامات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا اور کچھ نقدی بطور نذرانہ پیش کی تو حضورؑ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں- (آپ بیتی سے اقتباس)

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۵ مارچ ۱۹۹۷ء کو مسجد فضل لندن کے احاطہ میں قبل از نماز ظہر مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب آف سیالکوٹ (برادر اکبر مکرم چوہدری رحمت علی صاحب آف کینیڈا) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی-

اس موقع پر حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی-

۱- مکرمہ سیدہ بشریٰ صاحبہ بیگم مکرم میجر سعید احمد صاحب لاہور (ہمشیرہ مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر و مکرم میر مسعود احمد صاحب ربوہ)

۲- مکرم سید مصدق شاہ صاحب ربوہ-

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے- ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے-

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں- (مینجر)

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464 081 553 3611

خطبہ جمعہ

اللہ کا پیار دلوں میں پیدا کرنے کی کوشش کریں

اللہ کی طرف محبت کے ساتھ میلان کے نتیجے میں انسان کے دل سے بے قرار دعائیں پھوٹا کرتی ہیں۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۴ فروری ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۴ تبلیغ ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(یہ خطبہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ
اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾
وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۵﴾
وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾
اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۷﴾
اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۸﴾
اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۹﴾ (سورۃ الزمر آیات ۵۴ تا ۵۹)

ان آیات سے متعلق جو خطاب مجھے آپ سے کرنا ہے اس سے پہلے میں ایک دو اور امور کی طرف متوجہ ہونا چاہتا ہوں۔ گزشتہ عید کے روز جو میں نے اپنی بچی عزیزہ طوبیٰ کا نکاح پڑھایا تھا اس میں بننے والے دولہا بشیر احمد کے نانا حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب سے متعلق بات کرتے ہوئے میں نے کہا تھا مجھے یقینی طور پر یاد نہیں کہ آپ صحابی ہیں، یہ تو قطعی طور پر علم تھا کہ آپ صحابہ کی عمر کے تھے یعنی اگر آپ کی رویت ہو جاتی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ دیکھ لیتے اور آپ ان کو دیکھ لیتے تو صحابی بن سکتے تھے کیونکہ حضرت پھوپھی جان سے آپ کی عمر کا کافی فرق تھا اور حضرت پھوپھی جان کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے وقت چار سال عمر تھی تو ظاہر ہے کہ صحابیت کی عمر تو تھی اور امکان موجود تھا لیکن مجھے قطعی طور پر یاد نہیں تھا کہ آپ کو قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت ملی بھی کہ نہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی بعض صحابہ کے متعلق میں بیان کر چکا ہوں، عمر تو رہی مگر صحابیت کی توفیق نہیں ملی۔ اس سلسلے میں مولوی دوست محمد صاحب نے جیسا کہ میں نے ہدایت دی تھی کہ مجھے فوری طور پر اطلاع بھیجی جائے، واقعات دیکھ کر انہوں نے جو تحریری اطلاع کی ہے وہ کہتے ہیں کہ نواب محمد عبداللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دسمبر ۱۹۵۹ء کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا خط غالباً اس شعبہ کو بھیجا ہے جس نے صحابہ کا ریکارڈ رکھنا ہوتا ہے اس میں ان کی تحریر یہ ہے "میں اس سیر میں بھی تھا جس میں حضور علیہ السلام کے ساتھ سات سو افراد سیر کے لئے جلسے کے موقع پر گئے تھے۔ ریتی چھلے میں ایک لسوڑھے کا درخت تھا، حضور اس کے نیچے ٹھہرے اور فرمانے لگے کہ اب اس قدر احباب کی تعداد ہے کہ چلا نہیں جاتا، غالباً یہ آخری جلسہ سالانہ حضورؑ کے زمانے کا تھا۔" پس معیت بھی نصیب ہوئی اور واقعہ پوری طرح یاد تھا اس لئے آپ کو صحابہ میں شمار کرنے میں کوئی بھی تردد نہیں ہونا چاہئے۔ پس آپؓ صحابہ ہی میں شامل تھے اس لئے اب ان کے متعلق میں نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ساتھ شامل کر دی ہے۔

اسی طرح ایک اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا حوالہ بھی بھیجا ہے وہ لکھتے ہیں "اخویم نوابزادہ میاں عبداللہ خان صاحبؓ، حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے فرزند ہونے کی وجہ سے صحابی ابن صحابی تھے۔" یعنی صحابیت کی گواہی تو دی، ساتھ لیکن یہ زائد بات کہی کہ آپ صحابی ابن صحابی تھے۔

ایک امر تصحیح طلب ان معنوں میں ہے کہ تاریخی نقطہ نگاہ سے ایک غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے جسے دور کرنا ضروری ہے۔ مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی رحمہ اللہ کے وصال پر میں نے بیان کیا تھا کہ آپ چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب کے بعد امیر ہوئے اور اس لحاظ سے بڑی بھاری ذمہ داری تھی جو اسی معیار پہ جماعت کو رکھنا تھا جس معیار پہ وہ چھوڑ گئے تھے۔ اس سلسلہ میں غلطی اس لئے ہوئی کہ کراچی جماعت کی طرف سے جو اعداد و شمار آئے اس میں بیچ کے زمانے حضرت چوہدری عبداللہ خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد مکرم چوہدری احمد مختار صاحب کے امیر بننے تک کا درمیانی جو عرصہ ہے اس کا ذکر ہی کوئی نہیں تھا اور وہیں سے بات شروع کی تھی اس لئے وہ باوجود اس کے کہ مجھے علم تھا مگر اس وقت فوری طور پر ذہن میں یہ بات نہیں آئی اور جو اعداد و شمار جس طرح آئے تھے اسی طرح پیش کر دیئے اور تاثر یہ دیا کہ گویا چوہدری عبداللہ خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے فوراً بعد چوہدری احمد مختار صاحب امیر بنے تھے، یہ درست نہیں ہے۔ چوہدری عبداللہ خاں صاحبؓ کا وصال ۱۹۵۹ء میں ہوا ہے اور ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۵ء تک حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت کراچی رہے ہیں اور باقاعدہ منتخب ہوئے۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے زمانے میں پھر جو انتخاب ہوا ہے اس میں چوہدری احمد مختار صاحب امیر منتخب ہوئے۔ وہ جو پچھلا دور ہے اس سے پہلے بھی شیخ صاحب کو رسمی طور پر بھی امارت کے فرائض ادا کرنے کی توفیق ملی تھی، رسمی طور پر ان معنوں میں کہ عملاً چوہدری عبداللہ خاں صاحب ہی امیر رہے ہیں لیکن امارت کے نام کے طور پر شیخ صاحب کو باقاعدہ امیر کے طور پر لکھا گیا۔ اس کی حکمت یہ تھی کہ ۵۳ء، ۵۴ء میں جو حالات تھے وہ بہت سنگینی اختیار کر گئے تھے اور چوہدری عبداللہ خاں صاحب کے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحبؓ کے بھائی ہونے کی حیثیت سے اور حکومت کے ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہونے کی وجہ سے آپ کے معاملات میں حکومت کی دخل اندازی کا زیادہ احتمال تھا اور اس بناء پر آپ کو خدمت سے بھی الگ کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے ایک باقاعدہ صدر کا فیصلہ جاری کیا جا چکا تھا کہ کوئی بھی اعلیٰ عہدے کا ملازم، کوئی دینی مناصب پر نہیں ہوگا، اس قسم کا کچھ حکم تھا جو اس کے الفاظ تو یاد نہیں مگر اس حکم کے تابع ان کی حفاظت کی خاطر مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب کو حضرت مصلح موعودؓ نے امیر مقرر کیا اور بحیثیت امیر حکم وہی جاری کرتے تھے، عملاً وہی ساری باتیں کہتے تھے، مگر جو ادب کا تقاضا تھا اس کے پیش نظر چوہدری صاحبؓ کے مشورے پر ہی چلتے تھے اور اس طرح ایک زائد فرائض انجام دینے کی حیثیت سے امیر بھی رہے۔ اور عملاً چوہدری عبداللہ خاں صاحب معزول نہیں ہوئے بلکہ ان کا مشورہ جاری رہا۔ یہ حقیقت ہے جو تاریخی حقیقت ہے اسے درست کرنا ضروری تھا۔ چونکہ میرے خطبے سے غلط تاثر پڑ سکتا تھا اس لئے مجھے وضاحت سے بات پیش کرنی پڑی۔

اب میں ان آیات کی طرف آتا ہوں 'قل يٰعبادى الذين اسرفوا علىٰ انفسهم'۔ رمضان گزرا ہے اس میں بہت موقع ملا جماعت کو توبہ کا، استغفار کا، گناہ جھاڑنے کا، اپنے نفوس کے وضو کا اور ان کے غسل کا بھی اور بہت ہی خوش نصیب ہیں وہ جو رمضان سے دھل کے پاک صاف ہو کر نکلے ہیں۔ کچھ ایسے بھی ضرور ہوں گے، کیونکہ سو فیصدی قوم کی اصلاح تو ممکن ہی نہیں ہے کوئی نبی ایسا نہیں جس کے زمانے میں کسی قوم کی اس کی زندگی ہی میں سو فیصدی اصلاح ہو چکی ہو اس لئے جاری جدوجہد ہے، ایک جہاد ہے جس میں ہم نے ہمیشہ مصروف رہنا ہے۔ جب تک خدا کا بلاوا نہ آ جائے ہم نے لازماً جدوجہد کرنی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک ایسا خوش نصیب ہو جائے کہ مرنے سے پہلے وہ ابرار میں لکھا جائے اور اس کے تمام گناہ بخشے جا چکے ہوں۔ اس تعلق میں یہ آیت ہے جو ایک خوشخبری لے کر آئی ہے اور ایک تنبیہ بھی لے کر آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے 'قل يٰعبادى الذين اسرفوا علىٰ انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله' اے وہ لوگو جنہوں نے اپنے نفوس پر اسراف کیا ہے۔ یہاں عام گناہ مراد نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے ترجمے میں فرماتے ہیں یعنی گناہ کبائر میں ملوث ہوئے ہیں۔ جو بڑے سے بڑے گناہ ہیں وہ بھی کر بیٹھے ہیں 'لا تقنطوا من رحمة الله'۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ 'ان الله يغفر الذنوب جميعاً'

یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخشنے کی طاقت رکھتا ہے 'انه هو الغفور الرحيم' یقیناً وہی تو ہے جو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت کے نتیجے میں جو یہ احساس ہوتا ہے ایک عام معافی کا اعلان ہے، ہر گنہگار بخشا گیا، یہ احساس غلط ہے۔ درست نہیں ہے۔ کیونکہ بخشے جانے کے امکان کے دروازے کھولے گئے ہیں، ہر شخص کے بخشے جانے کا اعلان نہیں ہوا۔ اس لئے بعض صوفیاء یا صوفیاء مزاج لوگ یہ سمجھتے ہیں بس یہ آیت ہو گئی اب ہمیں کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ سب کبائر بھی بخشے گئے، سب صغائر بھی بخشے گئے، اللہ بہت غفور رحیم ہے۔ جب گناہوں سے باز رکھنے کے لئے ان کو متوجہ کیا جاتا ہے (تو کہتے ہیں) اللہ بڑا غفور رحیم ہے ہر گناہ بخش دے گا۔ پس یہ جو غلط تاثر ہے اس کو اگلی آیات بہت وضاحت سے دور کر رہی ہیں، بہت ہی صفائی کے ساتھ ایک ایک پہلو اس کا، اس غلط تاثر کا رد فرما رہی ہیں۔

چنانچہ فرمایا غفور رحیم ہے تو کیا کرو 'و انيبوا الىٰ ربكم' پس اپنے رب کی طرف جھک جاؤ اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔ 'و اسلموا له' اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دو 'من قبل ان ياتيكم العذاب ثم لاتنصرون' اس سے پہلے کہ عذاب تم تک آجائے اور پھر تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ تو اگر بخشش کا عام اعلان تھا تو معاً بعد اس آیت کا پھر کیا موقع ہے کہ جلدی خدا کی طرف جھکو اس وقت سے پہلے کہ عذاب تم تک آپہنچے اور پھر بخشش کا وقت گزر چکا ہو۔ پھر فرمایا 'واتبعوآ احسن مآ انزل اليكم' پھر فرمایا ہے 'انيبوآ الى ربكم' یعنی اللہ کی طرف بڑھو اور جھک جاؤ تاکہ تمہارے گناہ بخشے جائیں تم نیکو کاروں میں شمار ہو لیکن یہ ایک مقام اور ایک مرتبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بہتر تو ہے کہ عذاب سے پہلے اس سے بلند تر مرتبہ حاصل کر لو اور وہ یہ ہے 'واتبعوآ احسن مآ انزل اليكم' جو بھی نصیحتیں فرمائی گئی ہیں جو بھی ہدایات تمہیں عطا کی گئی ہیں ان میں سے ادنیٰ پر راضی نہ رہو بلکہ توبہ کے ساتھ اعلیٰ پر ہاتھ مارو۔ جو سب سے خوبصورت حصہ تعلیم کا ہے جو سب سے اعلیٰ درجے کا ہے اسے اپناؤ اور اسے اپنی ذات میں جاری کرنے کی کوشش کرو۔ پھر فرمایا 'من قبل ان ياتيكم العذاب بغتةً و انتم لا تشعرون'۔ پہلے یہ تھا 'تنصرون' اب اس آیت میں ہے 'تشعرون'۔ 'تشعرون' کا مضمون بتا رہا ہے کہ ایسا عذاب جس کے آثار ظاہر نہ ہوں اور اچانک آ جائے۔ یہاں 'لا تنصرون' نہیں فرمایا کیونکہ 'لا تنصرون' کا مضمونِ یہاں اطلاق پاتا ہی نہیں۔ پہلی آیت نے اس کو خوب کھول دیا کہ اگر اللہ کی طرف انابت نصیب ہو جائے تو پھر تمہیں مدد دی جائے گی۔ تم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس کی رحمت، اس کی مغفرت کے سائے تلے آ جاؤ گے، تمہارے گناہ بخشے جائیں گے۔ اگر عذاب آنے کے وقت تم نے توجہ کی تو وہ توجہ رد کر دی جائے گی پھر تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔

مگر جہاں فرمایا 'احسن' وہاں 'لا تشعرون' والے عذاب کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ لوگ جو توبہ کر لیتے ہیں لیکن نیک اعمال میں جو بہترین اعمال ہیں انہیں اختیار کرنے میں کوئی جلدی نہیں کرتے وہ سمجھتے ہیں یہ اوپر کی باتیں ہیں ہم بعد میں کر لیں گے پہلے ابتدائی تو ٹھیک کر لیں اپنے آپ کو، نمازیں شروع کر دی ہیں بس یہی کافی ہے۔ انہیں سنوار کر پڑھنا، تہجد کی نمازوں تک جا پہنچنا، راتوں کو اٹھنا ان تمام تقاضوں کو وہ سمجھتے ہیں کہ نفلی اور نسبتاً زیادہ اعلیٰ درجے کے تقاضے ہیں ان کے بغیر بھی کام ہو سکتا ہے اس لئے وہ نفس کی کمزوری کی وجہ سے ٹالتے چلے جاتے ہیں۔ آہستہ آہستہ بڑھ ہی رہے ہیں، آج نہیں تو کل حاصل کر لیں گے یہ باتیں۔ تو اس کی طرف اللہ تعالیٰ متوجہ فرما رہا ہے کہ جو 'احسن' کا حاصل کرنا ہے یہ بہت بڑی بات ہے۔ پہلی بات سے تمہیں تقویٰ تو نصیب ہو جائے گا مگر ادنیٰ درجے کا تقویٰ۔ اور جب تم توبہ کے بعد بہترین حصے پر عمل کی کوشش کرو گے تو تمہارے وجود کی کایا پلٹ جائے گی اور اس سے پہلے کہ خدا کی کوئی پکڑ ظاہر ہو جائے جسے تم محسوس نہ کرو یعنی تمہارا موت کا وقت آپہنچے یا عذاب عام ظاہر ہو جائے اس وقت سے پہلے پہلے تم بہترین عمل کر لو۔

اب یہاں ایک اشکال ہے جس کا دور کرنا ضروری ہے۔ وہ لوگ جو توبہ کر لیتے ہیں کیا جب عذاب کا وقت آتا ہے اگر وہ احسن پر ہاتھ نہ ڈال رہے ہوں تو کیا عذاب کے نیچے آئیں گے؟ یہ سوال پیدا ہوتا ہے ورنہ آیت کریمہ ایک غیر ضروری بات تو نہیں فرما سکتی۔ پہلی آیت کے ساتھ اس کو ملا کر پڑھیں تو یہ سوال اٹھتا ہے کہ 'انيبوا' کا مطلب تھا اگر کہ توبہ کر لو خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ، خدا نے وعدہ فرما دیا کہ پھر عام بخشش کے اندر تم داخل ہو جاؤ گے تو 'احسنوا' اس سے اگلا قدم ہے اگر احسان نہ کر سکے تو کیا اچانک عذاب میں مبتلا ہو جائے گا۔ یہ ہے جو اشکال اس سے پیدا ہوتا ہے اور دور کرنا ضروری ہے۔ عذاب کی جو نوعیت ہے 'بغتةً' اور اچانک یہ بعض دفعہ قومی عذاب کے طور پر نازل ہوا کرتا ہے جس میں نیک بھی جس طرح گندم کے دانوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے اسی طرح وہ ہر شخص بیچ میں کچھ نہ کچھ مبتلا ضرور ہو جاتا ہے۔ عام قومی عذاب آ رہے ہیں، مصیبتیں پڑ رہی ہیں سیلاب آ رہے ہیں، طوفان آ رہے ہیں، بے اطمینانی ہو رہی ہے، گھر ڈاکے پڑ رہے ہیں، بچے چوری ہو رہے ہیں، ہر طرف ظلم کا دور دورہ ہے۔ وہ جو عذاب ہے وہ آتا تو بدوں پر ہے اور بد ہی اس کے ذمہ دار ہیں لیکن بسا اوقات ہم دیکھتے ہیں کہ نیک لوگ بھی بے چارے اس میں زخمی ہوتے ہیں۔ کسی نہ کسی پہلو سے وہ دکھ اٹھا لیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اچانک جو طوفان ظاہر ہوتا ہے مثلاً سیلاب آگیا ہے وہ نیکوں کے گھر اور بروں کے گھروں میں تمیز تو نہیں کرتا مگر وہ لوگ جو خدا کے نزدیک احسن اعمال والے ہیں ان کی بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اس حیرت انگیز طریق پر حفاظت فرماتا ہے کہ وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اس طرح ہم بچائے جائیں گے۔

چنانچہ پاکستان میں جو بد اطمینانی کی حالت ہے اس میں کئی دفعہ بعض نیک لوگ بھی بتاتے ہیں کہ ہم بھی مشکل میں مبتلا ہوئے، ہمیں بھی ڈاکوؤں نے لوٹا، ہمارے گھر بھی داخل ہوئے لیکن ایک بات تو یہ نظر آتی ہے کہ اس اگلی بد حالت سے وہ پھر بھی بچا لئے گئے ہیں جو بعض دوسروں کے اوپر عائد کی گئی۔ یعنی عورتوں کی بے عزتی، بچوں پر ظلم و ستم اور کس طرح ان ڈاکوؤں کے ہاتھ رک گئے اور وہ آخر حد تک نہیں پہنچے۔ یہ تو عام خدا تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے جو جماعت پر دکھائی دے رہا ہے۔ لیکن کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے متعلق کوئی وجہ ہی نہیں نظر آتی کہ کیوں بچ گئے، حالات نے گھیرا ڈال لیا تھا، ان کا بچنا دکھائی نہیں دیتا تھا، وہ لکھتے ہیں کہ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل کے ہاتھ نے ہمیں بچا لیا کہ حیرت زدہ رہ گئے۔ یہ وہ احسان والے لوگ ہیں جن کو 'بغتةً' عذاب بھی نہیں چھوئے گا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ سیلاب سے ایک دن پہلے وہاں سے منتقل ہو گئے ہیں یا اور ایسا ذریعہ بن گیا کہ خدا تعالیٰ نے ان کو وہاں سے بچا لیا اور نقصان سے بچا لیا تو احسن عمل محض ایک نفلی حصہ نہیں ہے بلکہ روزمرہ کی زندگی کی ضرورتوں میں داخل ہے اور احسن عمل والا اس نیک سے زیادہ بہتر جزا پاتا ہے جو عام باتوں میں تقویٰ تو اختیار کرتا ہے یعنی بدیوں سے بچ جاتا ہے مگر نیکیوں میں آگے نہیں بڑھتا۔ اور لفظ 'احسن' کا استعمال اس پہلو سے قرآن کریم نے اور بھی جگہ فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے جنہوں نے اس دنیا میں احسان سے کام لیا، جو محسن ہو گئے ان کے لئے اس دنیا میں غیر معمولی جزاء ہے اور یہاں بھی جزاء ہو گی۔

تو اس پہلو سے اگر آپ رمضان کے بعد اپنی بدیوں کو دور کرنے کی طرف متوجہ ہیں اور متوجہ رہنا چاہتے ہیں اور رمضان گزرنے کے بعد اسے الوداع نہیں کہہ بیٹھے تو پھر اس طرح سے اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔ سب سے پہلے انابت ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف طبیعت کا جھکاؤ اور میلان۔ یہ جو انابت ہے یہ جھکاؤ ایسا ہے جو اپنی ذات میں بخشش کے لئے ایک لازمہ ہے۔ جس شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجحان نہ ہو اس پر اس آیت کا کوئی اطلاق نہیں ہو گا کہ 'يغفر الذنوب جميعاً'۔ بڑا ہی بیوقوف ہو گا جو یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف میرا میلان ہی کوئی نہیں، رجحان ہی کوئی نہیں، میں مزے سے دنیا میں مبتلا رہوں گا اور بخشا جاؤں گا۔ بڑے دھوکے میں مبتلا ہے۔ یہ دنیا بھی اس کی اکارت جائے گی اور اگلی دنیا بھی۔

پس 'انيبوا' کی شرط ہے جو توبہ کے لئے آغاز کا کام دیتی ہے۔ اس شرط کا مطلب ہے کہ تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کا اتنا خیال تو ہو کہ اس کی طرف جھکنے کی طرف طبیعت مائل ہو، دل چاہنے لگے کہ میں اللہ والا ہو جاؤں۔ جب نیت کے اندر یہ آغاز ہوتا ہے نیکی کی طرف قدم بڑھانے کا تو انابت سے ہوا کرتا ہے ورنہ جو گناہوں میں ملوث ہیں ان کو گناہوں کا مزہ اتنا بڑھتا جاتا ہے کہ وہ گناہوں سے توبہ کا خیال بھی نہیں کرتے بلکہ ان گناہوں کی حسرت کیا کرتے ہیں جو کر نہیں سکے۔ تو جو اصل تبدیلی والی بات ہے وہ انابت ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف طبعی میلان اور جھکاؤ۔ تو فرمایا کہ اگر تم مغفرت کے اس اعلان عام سے متاثر ہوئے ہو، تم چاہتے ہو کہ تم بھی اس مغفرت کی لپیٹ میں آجاؤ، اس کے سائے تلے آجاؤ 'انيبوآ الىٰ ربكم' اپنے رب کی طرف میلان پیدا کرو اس کی طرف جھکو۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف پیار کا میلان ہو گا تو پھر خدا تعالیٰ تمہارے اندر تبدیلیاں پیدا کرے گا ورنہ خالی باہر بیٹھے خدا سے تعلق کوئی نہ ہو، توبہ توبہ کرتے رہو کچھ بھی اس توبہ کے معنے نہیں ہیں۔

جب انابت ہو گی تو پھر اس سے اگلا قدم اٹھانے کی توفیق ملے گی 'و اسلموا له' اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دو۔ اگر پیار نہیں ہے محبت نہیں ہے تو انسان سپرد کیسے کر سکتا ہے یہ تو ناممکن ہے۔ انسان اپنے آپ کو اسی کے سپرد کیا کرتا ہے جس سے محبت ہو جائے۔ تو 'انيبوا' میں جو محبت کا مضمون ہے وہ کھول کر بیان کرنا ضروری تھا محبت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو اور اس کے سپرد اپنے آپ کو کرتے چلے جاؤ اور سپردگی میں مغفرت کا مضمون ایک نئی شان کے ساتھ داخل ہے۔ سپردگی اس موقع پر یہ معنے رکھتی ہے کہ تم اپنی طاقت سے تو اپنے گناہ جھاڑ نہیں سکتے اپنی طاقت سے تو اپنی برائیاں دور نہیں کر سکتے اللہ سے پیار پیدا

ہو گیا ہے مگر گناہ دور کرنے کی طاقت نہیں ہے تو 'اسلموا' ان معنوں میں کہ اللہ کو کہو ہم تو تیرے ہو گئے ہیں تیرے سپرد اپنے آپ کو کر رہے ہیں اب تو ہی ہے جو ہماری مغفرت کا سامان فرمائے۔

'اياك نعبد و اياك نستعين' وہی مضمون ہے جو ایک اور رنگ میں بیان ہوا۔ ہم نے جب فیصلہ کر لیا ہے کہ تیری عبادت کریں گے اور تیرے سوا کسی کی نہیں کریں گے تو بڑا مشکل کام ہے۔ فیصلہ بہت عظیم ہے مگر اس فیصلے پر عمل مشکل ہے۔ اس لئے 'اياك نستعين' تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں تو جس کے ہو گئے یا جس کے لئے دل میں ایک میلان پیدا ہوا اس کے سپرد ہونے کے لئے بھی اسی کی حفاظت کی چادر میں آنا 'اسلموا' کا مضمون ہے۔ تم اپنے معاملات اس کے سپرد کرتے چلے جاؤ۔ پس یہ ایک وسیع انسانی تجربہ ہے کہ **وہ لوگ جو گناہ سے دور ہٹنے کا ارادہ کرتے ہیں کوشش کرتے ہیں طاقت نہیں پاتے، اگر وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور خدا کی محبت کے واسطے دے کر گریہ وزاری کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں کہ اے اللہ ہم کیا کریں ہمیں گناہ نے گھیر لیا ہے، بے اختیاری کا عالم ہے، ہم اپنا معاملہ تیرے سپرد کرتے ہیں تو جس طرح چاہے ہمیں پاک صاف کرے ایسے لوگوں کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ ناممکن ہے کہ غیبی ہاتھ ان کے گناہوں کو صاف نہ کرنا شروع کرے۔**

پس 'اسلموا' میں وہ سپردگی نہیں ہے جو احسان بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک معنٰی رکھتی ہے۔ وہ سپردگی جو حضرت ابراہیمؑ کو نصیب ہوئی جن کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا 'اسلم قال اسلمت لرب العالمين'۔ اپنے آپ کو سپرد کر دو انہوں نے کہا میں تو ہو چکا ہوں تیرا سارا کا سارا۔ وہ گناہوں سے بچنے والا مضمون نہیں، یہاں گناہوں سے بچنے والا مضمون ہے۔ اس لئے موقع محل کے مطابق 'اسلموا' کے معنے کئے جائیں گے۔ اپنے معاملات اللہ کے حوالے کرو مگر دیانت داری اور خلوص کے ساتھ۔ اس کی محبت کے نتیجے میں، اپنی بے اختیاری اپنی بے بسی کو اس کے حضور پیش کرتے ہوئے کہہ دو اب ہم تیرے ہو گئے ہیں

سپردم بتو مایہء خویش را — تو دانی حساب کم و بیش را

یہ وہ مضمون ہے جو یہاں 'اسلموا' میں بیان ہوا کہ اے اللہ ہم نے تو اپنا سارا معاملہ تیرے حوالے کر دیا 'تو دانی حساب کم و بیش را' تو جانتا ہے کہ کم کیا ہے اور زیادہ کیا ہے۔ ہمارے پاس تو اس سے زیادہ کچھ نہیں ہو سکا۔ ہم سے تو اس سے زیادہ کچھ نہ ہو سکا۔ جو تھا وہ تیرے حضور حاضر کرتے ہیں۔

تو اس طرح جو بخشش ہے وہ اللہ تعالیٰ کی سپردگی میں ہوتی ہے، اس کی حفاظت میں ہوتی ہے، اس کی طاقت کے تابع ہوتی ہے، اس کی طاقت کے سہارے ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہو تو 'من قبل ان يا تيكم العذاب ثم لا تنصرون'۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر عذاب میں تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ عذاب سے کلیتۂ بچانے کا مضمون نہیں ہے یہاں۔ کسی بھی تکلیف میں تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ مگر اگر تم تقویٰ کا یہ معیار قائم کر لو گے اس معیار پر پورے اترو گے تو عذاب آئے گا بھی تو ہم تمہیں ضرور مدد دیں گے۔ اور یہ وعدہ جو ہے یہ ایک عام وعدہ ہے جو بلا استثناء ہمیشہ ان مسلمانوں کے حق میں جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرتے ہیں ضرور پورا کیا جاتا ہے۔ پس جماعت احمدیہ اس سے استفادہ کرے۔

یہ زمانہ تکلیفوں کا اور عذابوں کا زمانہ ہے۔ سب دنیا میں بے چینی پھیل گئی ہے۔ ہر جگہ سے امن اٹھ رہا ہے۔ طرح طرح کی مشکلات درپیش ہیں۔ وہ امراض جو پہلے دب گئی تھیں وہ پھر اٹھ کھڑی ہوئی ہیں یعنی بدنی امراض بھی اور اخلاقی امراض بھی اور تمدنی امراض بھی۔ اب دیکھیں یہاں جس طرح قومی تعصّبات کا بھوت سر اٹھا رہا ہے چند سال پہلے اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ہر قوم میں بے چینی ہے، ایک بیقراری ہے۔ اس کا اظہار وہ اس طرح کرتے ہیں کہ معصوموں پر ظلم کرتے ہیں۔ اور عجیب انداز ہے اس زمانے کا کہ ہر وہ چیز جو انہیں بے چین کرتی ہے اس کے نتیجے میں دوسروں کو اور بھی زیادہ بے چین کر دیتے ہیں۔ اسی زمانے کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے گھاٹے کا زمانہ ہے نقصان کا زمانہ۔ جو عمل کرو ٹیڑھا کرو، جو بات کرو الٹی کرو۔ تو اس زمانے میں اگر بچنا ہے تو 'انيبوا الى الله' کے ذریعے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں اس کی محبت کا آغاز کر دیں یعنی ایک دم تو ساری، تمام تر محبت اللہ تعالیٰ سے نہیں ہو سکتی۔ اس کا خیال دل میں آنا شروع ہو جائے، یہ احساس پیدا ہونا شروع ہو جائے کہ اللہ کے بغیر تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ خلا محسوس ہو کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی جو محبت محسوس ہونی چاہئے تھی وہ محسوس نہیں ہو رہی۔ نمازیں خالی ہیں، ذکر خالی ہے دن رات دنیا کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں، لیکن بار بار دھیان اللہ کی طرف نہیں جاتا۔ اس مرض کو دور کریں اور اللہ تعالیٰ کا پیار پیدا کرنے کی کوشش کریں یعنی اس حد تک کم سے کم اتنا پیار کہ دل مائل تو ہو، یاد تو آئے خدا۔ جب یاد آئے تو پھر اس حوالے سے اپنے نقائص کو دور کرنے کے لئے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنا شروع کر دیں۔ اللہ میاں! اب تو پاک ہے، تو اعلیٰ ہے، تو ارفع ہے، تو عظیم ہے، ہم تو جب غور کرتے ہیں، ہم لگتا ہے کہ تیرے قابل ہی نہیں ہیں۔ کیا کریں مگر دل چاہتا ہے کہ تیرے قابل ہو جائیں اس پہلو سے تو ہم پر رحم فرما اور ہمیں سنبھال لے تو 'اسلموا' کا مضمون یہاں سنبھالنے کے معنوں میں ہے۔

اس کے بعد فرمایا 'واتبعوا احسن مآ انزل اليكم' جب تم سنبھالے جاؤ گے تو پھر اگلا قدم ضرور اٹھانا۔ جو ابتدائی نیکیاں تمہیں نصیب ہیں ان پر بیٹھ نہ رہنا، ان پر تسلی نہ پا جانا کیونکہ نیکیوں کی راہ تو ایک لامتناہی آگے بڑھنے والی راہ ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف مسلسل حرکت ہے جو حقیقی حسن پیدا کرتی ہے۔ چند باتیں حاصل کر کے، چند بدیوں سے بچ کر تم حقیقت میں نیک انجام کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اس راہ میں اگلے قدم نہ اٹھاؤ، اگلی منزلیں بھی طے نہ کرو اور وہ احسان کی منازل ہیں۔ قرآن کریم کی ایک دوسری آیت جس میں درجہ بدرجہ مستقل احسان کی طرف سفر کا ذکر ہے میں پہلے بھی ایک خطبے میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ پس اس میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاتا مگر یاد رکھیں کہ احسان والی جو منزل ہے وہ آپ کو ایسے عذاب سے بھی بچائے گی جس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

"تنصرون" اور اس میں یہ فرق ہے اگر عذاب ایسا آئے کہ ابھی زندہ ہو انسان، ہوش میں ہو مدد مانگ سکتا ہو تب ہی اس کی مدد کی جائے گی نا۔ لیکن یہ ایسا عذاب جس کا پتہ ہی نہ چلے، آئے اور آپ کو کالعدم کر دے، بھسم کر دے اگر وہ آگ کا عذاب ہے، اگر سیلاب کا عذاب ہے تو غرق کر دے اس وقت آپ کیا مدد مانگیں گے۔ اگر سوتے میں ایسا واقعہ ہو جائے اور اتنا اچانک ہو کہ ہوش بھی نہ رہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ جو احسان کے دائرے میں داخل ہوتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ کی خوش خبری ہے ان کو ایسے عذاب کی اچانک پہنچنے والی تکلیفوں سے بھی بچایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا۔ 'ان تقول نفس يحسرتىٰ علىٰ ما فرطت فى جنب الله' اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو پھر حسرت کے سوا تمہارا کوئی انجام نہیں۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو جن کو مغفرت نصیب ہونی ہے ان میں تم شامل نہیں ہو یہ اعلان ہو رہا ہے۔ اور حسرت یہ ہو گی 'ما فرطت فى جنب الله' میں نے جو جو کوتاہیاں کی ہیں، جن فرائض سے غافل رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کے ساتھ ہوتے ہوئے اس کے پہلو میں زندگی بسر کرتے ہوئے 'و ان كنت لمن الساخرين' میں تو 'ساخرین' میں سے رہا۔ اب ساخر کا ایک معنٰی ہے تمسخر کرنے والا، مذاق کرنے والا۔ اس موقع پر وہ چسپاں نہیں ہوتا۔ ساخر کا ایک مطلب ہے کسی چیز کو معمولی سمجھنا اور اس کو وقعت نہ دینا اور یہی معنٰی ہے جو اس موقع پر چسپاں ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ کا ترجمہ میں نے اسی نیت سے دیکھا تو اس میں یہ لکھا ہوا ہے ساخرون والی آیت کا یہ ترجمہ ہے تا ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ جو کچھ اللہ کے بارے میں میں نے کمی کی ہے اس کی بناء پر مجھ پر افسوس ہے اور میں تو وحی الٰہی کو حقیر سمجھتا رہا۔ ساخرین کا ترجمہ آپؓ نے حقیر ہی فرمایا ہے مگر وحی الٰہی کو بریکٹ میں رکھا ہے یعنی ایک معنٰی اس کا یہ ہے۔ ساخرین کا تعلق لازم نہیں کہ وحی الٰہی سے ہو، ساخرین کا ایک تعلق عام روزمرہ کے معاملات میں اصلاح کی طرف متوجہ ہونے سے بھی ہے۔ اور ساخرین ان معنوں میں وہ تمسخر والے معنٰی بھی رکھتے ہیں کہ ہنس کھیل کر ہم نے دنیا کو چھوڑا۔ ان باتوں کو، دین کی باتوں کو معمولی سمجھا اور ہنسی ٹھٹھے میں وقت ضائع کر دیا کوئی اہمیت نہ دی دین کی باتوں کو۔ اب جب وقت آ گیا عذاب کا اب اس سے بچ نہیں سکتے۔ یہ جو عمومی مضمون ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ پہلی دونوں آیات کی طرف ایک کے بعد دوسرے کی طرف توجہ دیتا ہے اسی ترتیب کے ساتھ 'او تقول لو ان الله هدانى لكنت من المتقين' یا اس وقت یہ کہو کہ کاش مجھے اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی ہوتی تو میں متقین میں سے ہو جاتا یعنی بچ جاتا برائیوں سے۔ 'او تقول حين ترى العذاب لو ان لى كرةً فاكون من المحسنين' تو پہلی آیت کا مضمون میں نے تقویٰ سے جو باندھا تھا قرآن کریم اس کو درست ثابت فرما رہا ہے اور دوسری آیت کے مضمون کو جو میں نے تقویٰ کے بعد بلند تر مناصب کی طرف بڑھنے کے لئے بیان کیا تھا یہ آیت بعینہ اس کی تصدیق کر رہی ہے۔ اسی ترتیب کے ساتھ قرآن کریم اس مضمون کو ختم کرتا ہے کہ دیکھو پہلے پہلے ہدایت پا جاؤ ورنہ یہ حسرت رہے گی کہ کاش میں تقویٰ اختیار کر لیتا اور اس عذاب کے بعد چونکہ تقویٰ کی طرف لوٹنے کی کوئی صورت نہیں ہو گی یہ اس طرف اشارہ ہے۔ جب خدا کی پکڑ آ جائے پھر 'ان الله يغفر الذنوب جميعاً' والی بات ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ پھر تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی بات نہیں اللہ مجھے بخش دے گا۔ اس وقت سوائے اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کاش اس وقت سے پہلے پہلے میں تقویٰ اختیار کر چکا ہوتا اور امن میں آ جاتا اور پھر فرمایا 'او تقول حين ترى العذاب لو ان لى كرةً فاكون من المحسنين' اچانک عذاب دیکھ کے پھر یہ نہ کہنا کہ کاش میں اتنا نیک ہوتا اس سے پہلے کہ احسان کی منازل بھی طے کر چکا ہوتا۔ تو بعض دفعہ عذاب کے وقت محض توبہ کی طرف توجہ نہیں ہوتی بلکہ اور بھی

زیادہ بلند مراتب کو حاصل کرنے کی طرف توجہ ہوتی ہے- اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو ان مراتب کو حاصل کرتے ہیں وہ یاد آجاتے ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ اوہو میری زندگی میں وہ بھی تو تھا، وہ بھی تو تھا، کیسے اعلیٰ پائے کے لوگ تھے- کس طرح انہوں نے خدا کے حضور رکوع اور سجود میں زندگیاں گزاریں کس طرح خدا کی عبادتیں کیں- کس طرح خدا کے معاملات میں انہوں نے اپنے آپ کو حسین تر بنایا یعنی محسنین ان معنوں میں بنے اور بندوں کے معاملات میں ان کا سلوک حسین سے حسین تر ہوتا چلا گیا- وہ محض عدل پر قائم نہ رہے بلکہ احسان کا سلوک کرنے لگے یہ جو حسرتیں ہیں یہ جب آئیں گی تو پھر یہ وقت نہیں رہے گا-

پس یہ امور ہیں جن کی طرف توجہ کرنی لازم ہے- ہم میں سے ہر ایک کے لئے لازم ہے- موت آج نہیں تو کل آنی ہی آنی ہے کوئی اس سے بچ نہیں سکتا اور ساخرین والی بات پھر پیدا نہ ہو- موت کے وقت یہ حسرت نہ لئے بیٹھیں- عذاب سے مراد صرف وہ ظاہری عذاب جو ہیں وہ نہیں ہیں بلکہ جو طرز بیان ہے اس میں موت کا وقت بھی اس میں داخل ہے- پس جب موت آجائے گی تو لاکھ زور ماریں آپ، واپس ہو ہی نہیں سکتی- اس وقت کی حسرتیں کسی کام نہیں آئیں گی اور بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مرتے وقت اس نے توبہ کرلی تھی اس لئے ٹھیک ہے، یہ وہم ہے- فرعون نے بھی تو مرتے وقت توبہ کی تھی، کب خدا نے اس کی طرف توجہ دی- اس کی اس توبہ کو رد کر دیا ہاں اسے عبرت کا نشان بنانے کے لئے وعدہ کیا کہ ہم تیرے جسم کو رکھیں گے- تو ایسی حالت تک نہیں پہنچنا- اور چونکہ اچانک آئے گی موت یا بعض عذاب بھی اچانک آجاتے ہیں اس لئے پتہ ہی کچھ نہیں کب آجائے- اس سے پہلے پہلے وقت ہے کچھ کرنا ہے تو کرلو اور یہ زندگی عارضی ہے- دن جو لمبے بھی دکھائی دیں وہ بھی گزر ہی جاتے ہیں بعض لوگوں کو رمضان بڑا لمبا دکھائی دیتا تھا کہ ایک مہینہ گزرے گا پورا اور گزر ہی گیا- دیکھتے دیکھتے 'ایاماً معدودات' ہی ہو جاتے ہیں- جب وقت ٹل جائے، گزر جائے تو 'ایاماً معدودات' کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا- گزرا ہوا وقت ہمیشہ چھوٹا ہوتا چلا جاتا ہے تبھی قیامت کے بعد لوگ کہیں گے ہم تو ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ رہے اس سے زیادہ تو ہمیں کچھ نہیں ملا-

تو وقت تو گزرنا ہے اور یہ زندگی لازماً گزر جائے گی آج نہیں تو کل گزر جائے گی- کل نہیں تو پرسوں، ہزار سال بھی رہیں تب بھی گزرنی ہی گزرنی ہے اور وہ وقت آجائے گا جس وقت کے بعد پھر کوئی پیچھے ہٹنا نہیں ہے سوائے حسرتوں کے کچھ باقی نہیں رہ جاتا- اس لئے زندگی میں جب تک توفیق ہے توبہ کرو، استغفار کرو اور قرآن کریم نے دیکھو کتنا آسان طریقہ بیان فرمایا ہے 'انیبوا الی اللہ' محبت میں کون سی مشکل ہے- پیار میں کون سی دقت ہے- اللہ تعالیٰ کی تمنا تو دل میں پیدا کرلو- اس کا خیال لانا شروع کرو دل میں- صبح، دوپہر، شام جب بھی خدا تعالیٰ کے احسانات پر نظر کرو جو ہر انسان پر، بندگی کے ہر ذرے پر، کائنات کے ہر ذرے پر ہیں تو اس کو یاد کرتے ہوئے پھر یہ سوچا کرو کاش ہم بھی وہ ہوتے جو خدا کے مقربین میں شمار ہو سکتے- کاش ہم میں بھی قرب الٰہی کی علامتیں ظاہر ہوتیں-

یہ تمنا پیدا کرنا آپ کا کام ہے پھر 'اسلموا' کا مضمون لازماً اس کے نتیجے میں پیدا ہوگا- اگر تمنا سچی تھی، تمنا سچی ہے تو خیال خود بخود ابھرے گا کہ ہم کیسے یہ کام کریں مشکل ہے- پھر اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرو، چھوڑ دو اس کے اوپر- 'ایاك نعبد و ایاك نستعین' کی صدائیں لگاؤ- کہو اللہ ہم چاہتے ہیں کر نہیں سکتے- کچھ کر ہمارا، ہماری مدد کو آ، ہمیں سمیٹ لے- ہمارا حامی و ناصر ہو جا، ہمارا رفیق ہو جا، ہمارا حفیظ ہو جا- یہ دعائیں اس بے اختیاری کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں جو 'انیبوا الی اللہ' کے حکم پر عمل کے بعد پیدا ہوا کرتی ہیں، پہلے نہیں ہوا کرتیں-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو پہلی آیت کریمہ ہے اس سے بہت ہی عظیم عارفانہ مضامین نکالے ہیں اس وقت جتنا سا وقت رہ گیا ہے اس میں چند آپ کے ارشادات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور خیال یہ ہے کہ شاید بہت سا حصہ بچ جائے گا، بچے گا تو انشاء اللہ آئندہ جمعہ میں میں آپ کے سامنے پیش کر دوں گا- اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "اے میرے غلامو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے"- یعنی اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ تو کہہ کہ اے میرے غلامو! اور ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بندوں کا بھی ترجمہ کیا ہے مگر ساتھ تشریح فرما دی ہے کہ کن معنوں میں بندہ ہے یہ- مگر پہلے میں نے غلاموں والے اقتباسات لئے ہیں کیونکہ بندے تو خدا کے ہیں سارے- بندوں کے معنوں میں تو محمد رسول اللہ کا کوئی بندہ نہیں تھا مگر جو محمدؐ رسول اللہ کا غلام ہو جائے وہ ایک معنی میں محمدؐ کا بندہ بھی کہلا سکتا ہے "ہم تو تیرے بندہ بے دام ہیں" کہتے ہیں جس طرح- تو غلام کامل پر لفظ بندہ بھی اطلاق پا جاتا ہے- پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نام نہیں لیا مگر مخاطب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے-

"اے میرے غلامو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے کہ تم رحمت الٰہی سے ناامید مت ہو خدا تعالیٰ سارے گناہ بخش دے گا-" یہ پہلا آغاز کا اعلان ہے جو اسی طرح میں نے آپ کے سامنے رکھا جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت ہے "اب اس آیت میں بجائے قل یاعباداللہ کے جس کے یہ معنی ہیں کہ کہہ اے خدا تعالیٰ کے بندو یہ فرمایا قل یاعبادی یعنی کہہ کہ اے میرے غلامو! یہاں بندہ کی بجائے غلامو کا لفظ استعمال فرمایا ہے- اس طرز کے اختیار کرنے میں بھید یہی ہے کہ یہ آیت اس لئے نازل ہوئی ہے کہ تا خدا تعالیٰ بے انتہا رحمتوں کی بشارت دیوے" یہ وہ لطیف معرفت کا نکتہ ہے جو کسی مفسر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا بیان نہیں کیا- فرمایا خود بخود خدا کہہ سکتا تھا اے میرے بندو میں سارے گناہ بخش دوں گا لیکن امید کے لئے کوئی نمونہ تو سامنے ہو- بے انتہا رحمتوں کا کوئی نشان تو ہو-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں اس وجہ سے محمد رسول اللہ کو حکم دیا تو کہہ دے- کیونکہ خدا ان بندوں کو تو اس طرح دکھائی نہیں دے رہا جیسے تو ان کو دکھائی دے رہا ہے اور جو بے چارہ گنہگار اور ادنیٰ حالتوں میں ہے اس کو ویسے بھی خدا دکھائی نہیں دے سکتا یعنی اپنے نشانات اور اپنی صفات کے ذریعے بھی دکھائی نہیں دیا کرتا- لیکن نبی کا وجود ایسا ہے کہ وہ ناممکن ہے کہ نظر نہ آئے- اس کا حسن تو اس کے مخالفین، اس کے معاندین کو بھی دکھائی دے رہا ہوتا ہے- تو امید کو پوری طرح مستحکم اور قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ محمد رسول اللہ کے ذریعے اعلان کروایا ہے- وہ مجسم رحمت سامنے کھڑا تھا، وہ ایسی رحمت تھی جو آنکھوں سے دکھائی دیتی تھی، اندھے بھی جانتے تھے کہ رحمان

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SCHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر، پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلی فون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں۔

آج ہی رابطہ کیجئے

CH. IFTIKHAR & BROTHERS

TEL : 04504-201

FAX & TEL : 04504-202

محمد صادق جیولرز

Import Export Internationale Juwellery

Mohammad Sadiq Juweliere

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Steindamm 48
20099 Hamburg
Tel: 040/244403

S. Gilani
Tucholskystrasse 83
60598 Frankfurt a.m.
Tel: 069/685893

Hauptfiliale
Abu Dhabi U.A.E. Tel: 009712352974 Tel: 009712221731

ہے اور رحیم ہے یعنی خدا کے تابع اس کی صفات رکھنے والا انسان ہے-

فرمایا "بھید یہی ہے کہ یہ آیت اس لئے نازل ہوئی کہ تا خدا تعالیٰ بے انتہا رحمتوں کی بشارت دیوے اور جو لوگ کثرت گناہوں سے دل شکستہ ہیں ان کو تسکین بخشے- سو اللہ جل شانہ نے اس آیت میں چاہا کہ اپنی رحمتوں کا ایک نمونہ پیش کرے" - وہ کون سا نمونہ ہے "اپنی رحمتوں کا ایک نمونہ پیش کرے اور بندے کو دکھلا دے کہ میں کہاں تک اپنے وفادار بندوں کو انعامات خاصہ سے مشرف کرتا ہوں" اور پھر اس میں جو مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بیان کے لئے از خود نمایاں کر دیا ہے وہ یہ ہے کہ بخشش مقصود نہیں ہے- بخشش تو ایک منفی صفت ہے صرف، جو گناہ ہو گئے ان سے نظر پھیر لی چلو کچھ نہیں کہتے، سزا نہیں دیتے- اللہ تعالیٰ صرف اس لئے تو تمہیں اپنی طرف نہیں بلاتا- اللہ تعالیٰ نے تمہیں اعلیٰ مقاصد کے لئے پیدا فرمایا ہے جن میں اس کی رحمت کا نزول ہی ہے جس کی خاطر انسان کو پیدا کیا گیا ہے جو عبادت کے ذریعے حاصل ہوتی ہے- پس 'یعبدون' کا مضمون بھی یہی ہے کہ تاکہ تم ان تمام اعلیٰ رحمتوں کو پا جاؤ جن کی خاطر خدا نے تمہیں پیدا فرمایا ہے اور آنحضرت ﷺ کے ذریعے اس اعلان عام کروانے کی یہی حکمت ہے کہ تمہیں پتہ چلے کہ یہ آیت اس طرف بلا رہی ہے 'قل یاعبادی' اے میرے بندو دیکھو تو سہی کہ خدا کتنا رحمان ہے، کتنا رحیم ہے کتنی بخششیں کرنے والا ہے اور میں اس کا نمونہ تمہارے سامنے کھڑا ہوں- پس آنحضرت ﷺ اس بات کے نمونہ تو نہیں تھے کہ کثرت سے گناہ نعوذ باللہ من ذالک سرزد ہوتے رہتے تھے اور معافی ہو جاتی تھی- نمونہ دیا ہے رحمتوں کی انتہاء کا- پس بخشش کے معاملے کو محض پہلی منزل کے طور پر پیش کیا گیا ہے 'یغفر الذنوب جمیعا' کا جو وعدہ ہے اس میں بخشش کے بعد کے مضمون کی طرف 'قل یاعبادی' کہہ کر توجہ دلا دی گئی- بخشش پر راضی نہیں ہونا احسان کی طرف قدم بڑھانا ہے، احسان کی طرف قدم بڑھانا ہے اور اس طرح بڑھانا ہے جس طرح میرے بندے محمدؐ رسول اللہ نے قدم بڑھایا ہے، اتنا بڑھانا ہے کہ تم اس کے بندے کہلانے لگو- تم اس کے کامل غلام بن جاؤ- فرماتے ہیں "سو اس نے 'قل یاعبادی' کے لفظ سے یہ ظاہر کیا کہ دیکھو یہ میرا پیارا رسول، دیکھو یہ برگزیدہ بندہ کہ کمال اطاعت سے کس درجہ تک پہنچا کہ اب جو کچھ میرا ہے وہ اس کا ہے- جو شخص نجات چاہتا ہے وہ اس کا غلام ہو جائے یعنی ایسا اس کی اطاعت میں محو ہو جائے کہ گویا اس کا غلام ہے تب وہ گو کیسا ہی پہلے گنہگار تھا بخشا جاوے گا-"

پس بخشش بھی مشروط ہے آنحضرت ﷺ کی اطاعت کاملہ سے اور یہ اطاعت کاملہ نصیب تو رفتہ رفتہ ہوتی ہے مگر اس کا رجحان جو ہے وہ 'اسلموا' سے بنتا ہے- جو شخص اپنے آپ کو محمدؐ رسول اللہ کی سنت کے سپرد کرے گا وہ 'اسلموا' کے صحیح معنے کا حق ادا کرے گا- اور امر واقعہ یہ ہے کہ یہ وہ وجود ہے جس کے ساتھ سپردگی کا رشتہ جو ہے وہ ہر خطرے سے بچا لیتا ہے- کوئی انسان دنیا میں ایسا پیدا نہیں ہوا خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی جس کی حفاظت میں آکر انسان ہر قسم کے خطرات سے ایسے بچ سکتا ہے جیسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت میں آنے سے انسان خطرات سے بچتا ہے-

پھر فرماتے ہیں "جاننا چاہئے کہ عبد کا لفظ لغت عرب میں غلام کے معنوں پر بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے 'ولعبد مومن خیر من مشرك' کہ یاد رکھو عبد کا لفظ صرف بندے یعنی خدا کے ان معنوں میں بندے کہ خدا کی تخلیق ہو صرف اس جگہ استعمال نہیں ہوتا بلکہ ایسے شخص کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو عام انسان ہے عبد بمعنی انسان لیکن غلام انسان- عبد سے مراد کسی کا بندہ ان معنوں میں نہیں جیسے خدا کی مخلوق ہے- انسان تو عام ہے خدا ہی کی مخلوق ہے مگر کسی کا عبد تب بنے گا اگر وہ اس کا غلام ہو جائے، اس کا اپنا کچھ نہ رہے، کلیتہً اس کے آقا کا ہو چکا ہو تو ان معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ لفظ عبد استعمال ہوا ہے-

"اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اپنی نجات چاہتا ہے وہ اس نبی سے غلامی کی نسبت پیدا کرے یعنی اس کے حکم سے باہر نہ جاوے اور اس کے دامن اطاعت سے اپنے تئیں وابستہ جانے جیسا کہ غلام جانتا ہے تب وہ نجات پائے گا- اس مقام میں ان کور باطن نام کے موحدوں پر افسوس آتا ہے کہ جو ہمارے نبی ﷺ سے یہاں تک بغض رکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ نام کہ غلام نبی، غلام رسول، غلام مصطفیٰ، غلام احمد، غلام محمد شرک میں داخل ہے-" بعض ایسے بھی جاہل موحدین کہلاتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ نام ہی مشرکانہ ہیں- غلام محمد رسول اللہ کا!؟ غلام تو انسان خدا کا ہے صرف- وہ جاہل سمجھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں ان کے اس اعتراض کو کلیتہً ہمیشہ کے لئے رد فرما دیا ہے-

آنحضرت ﷺ کو واضح ہدایت دی جا رہی ہے یہ اعلان کر کہ اے میرے بندو یا میرے غلامو- جہاں بندے کا مضمون ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو بھی خوب کھول رہے ہیں یعنی اس معنے کو رد نہیں فرما رہے- عام بندوں کو سمجھانے کے لئے فرماتے ہیں اس کا معنی غلام کا بھی ہے اس لئے غلام کے معنوں میں سوچو تو تمہارے دل میں کوئی بھی شرک کا واہمہ پیدا نہیں ہوگا اور اس کی تفسیر فرماتے ہیں، وجہ (بیان) فرماتے ہیں کیوں فرمایا گیا لیکن عبد کا معنی جو بندے کے ہیں اس کا بھی ذکر فرمایا ہے وہ انشاء اللہ بعد میں ان اقتباسات کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھوں گا تو فرمایا یہاں وہ جاہل لوگ ہیں ان کو پتہ ہی نہیں کہ غلام جو ہے وہ اپنی شخصیت کو دوسرے کی خاطر کھو دیتا ہے، کلیتہً اس کے تابع فرمان ہو جاتا ہے، اس کا کچھ نہیں رہتا سب کچھ ان کا ہو جاتا ہے- ان معنوں میں محمد رسول اللہ کے ہو جاؤ تو پھر نجات یقینی ہے- کوئی بھی نجات کی راہ میں تمہارے لئے روک پیدا نہیں ہوگی- کسی طرف سے بھی نجات کو کوئی بھی خطرہ نہیں پیدا ہوگا- محمدؐ رسول اللہ کے دامن میں، اس کی پناہ میں آ جاؤ تو ساری پناہیں تمہیں مل جائیں گی-

پھر فرماتے ہیں "اور چونکہ عبد کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ ہر ایک آزادگی اور خودروی سے باہر آ جائے اور پورا متبع اپنے مولا کا ہو اس لئے حق کے طالبوں کو یہ رغبت دی گئی کہ اگر نجات چاہتے ہیں تو یہ مفہوم اپنے اندر پیدا کریں"- اب اس مفہوم میں داخل ہو کر کوئی بہت بڑا ایک ذمہ داری کا مقام آنکھوں کے سامنے اٹھ کھڑا ہوتا ہے- فرماتے ہیں اپنی ہر آزادی کو محمدؐ رسول اللہ کے قدموں میں ڈال کے اس آزادی سے فارغ ہو جاؤ- ہر خودروی سے باہر آ جاؤ- اپنی مرضی کرنے کے جو رجحانات پائے جاتے ہیں یہاں تو ہم اپنی کریں گے، ان سب سے ان کے دائروں سے باہر آ جاؤ "اور پورا متبع اپنے مولیٰ کا ہو" یعنی محمد رسول اللہ ان معنوں میں تمہارے مولا ہوں کہ ان کی کامل اطاعت کے دائرے میں داخل ہو- "حق کے طالبوں کو یہ رغبت دی گئی کہ اگر نجات چاہتے ہیں تو یہ مفہوم اپنے اندر پیدا کریں-"

پس میں امید رکھتا ہوں کہ ان آیات کریمہ کی اس تفسیر سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے حوالے سے میں نے کی ہے آپ استفادہ کریں گے اور توجہ کریں گے- اپنے چھوٹے بچوں کو بھی متوجہ کریں- انابت کا جو معاملہ ہے وہ بچپن سے ہی شروع ہونا چاہئے- وہ سب بڑے یا بڈھے بھی کہہ دینا چاہئے جن کے دل میں بچپن میں کوئی رمق، اللہ کی محبت کی تھی بچپن میں خیال آیا کرتا تھا کہ ہم اللہ والے ہوں ان کو اللہ تعالیٰ گھیر گھار کے لے آیا کرتا ہے ان میں سے کسی کو بدانجام میں نے نہیں دیکھا- بدیوں میں مبتلا ہونے کے باوجود پھر آخر ان کی آخری منزل وہی ہوتی ہے جو خدا کی اطاعت کی منزل ہے- تو اپنے بچوں پر رحم فرمائیں- ان کو بچپن ہی سے انابت کا مضمون سکھائیں اور جو بے راہرو ہیں ان کو سختی سے مشکل مقامات کی طرف بلانے کی بجائے انابت کے ذریعے ان کے دل میں داخل ہوں اس کے لئے ہر دروازہ کھلا رہتا ہے- کوئی خدا کے لئے کبھی تو اللہ کی سوچا کرو، کبھی تو اس کی طرف جھکنے کی توجہ پیدا کرو کبھی تو اس کی طرف مائل ہوا کرو- یہ آواز جو ہے شاذ ہی کوئی بدبخت ہے جو اس کو رد کرے- تو اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو- ہمیں ان معنوں میں اس رمضان کی خیر و برکت کو اپنے لئے دائمی کرنے کی توفیق بخشے-

SATELLITE WAREHOUSE

Muslim TV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

S.M. SATELITE LIMITED
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey HU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies
Guaranteed rent
Your properties are urgently required.

Tel : 0181-265-6000

بقیہ 'مختصرات' از صفحہ اول

لئے میرے لئے بھی استثناء نہیں-ایسا کیوں ہوتا ہے؟ یعنی خدا تعالیٰ نے یہ طریق کیوں اختیار کیا ہے کہ انبیاء کو دکھ دیا جائے؟

حضور نے جواب میں فرمایا اس لئے کہ یہی طریق عوام، جنہوں نے نبی پر ایمان لانا ہے ان کے لئے فائدہ مند ہے- عوام کے سامنے ایک نمونہ ہونا چاہئے کہ جب ہم اس نبی پر ایمان لائیں گے تو رشتہ دار چھوڑ دیں گے، مصائب کا سامنا ہوگا، وراثت سے بھی محروم ہونا پڑے گا وغیرہ وغیرہ- لیکن وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ان مصائب کے باوجود وہ روز بروز طاقتور ہوتے جاتے ہیں، بڑھتے جاتے ہیں جو اس نبی کی سچائی کا ثبوت ہے-

☆استخارہ کے بعد بعض دفعہ خواب سمجھ نہیں آتے تو کیا سمجھا جائے؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ استخارہ کے سلسلے میں آنحضرت ﷺ کا طریق اختیار کرنا چاہئے جو یا مقصد ہوا کرتا تھا- حضور نے احمدیوں کا طریق استخارہ جو وہ شادی اور طلاق وغیرہ کے سلسلے میں کرتے ہیں، مثالیں دے کر سمجھایا-

☆آج کل ایک بھیڑ کی کلوننگ کا چرچا ہے-اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے قرآن مجید کی روشنی میں فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ کی تخلیق میں شیطانی دخل اندازی ہے جو یقیناً ناکام ہوگی اور خدا کی سنت کے خلاف بغاوت ہے جس کے تباہ کن نتائج باغیوں کو بھگتنے پڑیں گے-

☆البانیہ کے موجودہ حالات میں اسلام کا کیا پیغام ہے؟

حضور نے فرمایا کہ میرا جائزہ یہ ہے کہ بوسنیا کا مسئلہ اسلام پر بے اعتمادی کی وجہ سے پیدا ہوا-ان لوگوں کی علاقائی Conquest کا میلان ان کے خلاف گیا- اسی لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ احمدیت ان علاقوں میں جلد پھیلے کیونکہ ہم احمدی پرامن لوگ ہیں- البانیہ میں دولت حاصل کرنے کے لئے اسلام کا نام استعمال کیا جارہا ہے- احمدیوں کو ہر حال میں ایک Moderate Role ادا کرنا ہے اس کے بغیر ہم روحانی مقاصد بھی حاصل نہیں کر سکتے-

سوموار ۱۷ مارچ ۱۹۹۷ء

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۰ نشر مکرر کے طور پر پیش کی گئی جو ۲ مئی ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی- حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو سبق چل رہے ہیں انہیں بار بار دہراتے رہیں جیسے بعض قوموں کو اگر شروع میں ملیں تو ان سب کی شکلیں ایک جیسی لگتی ہیں پھر آہستہ آہستہ پہچان ہوتی جاتی ہے-اسی طرح رفتہ رفتہ دوائیوں سے بھی آشنائی ہو جائے گی-

آج حضور نے ابراٹینم، پلسٹیلا، کیمومیلا دواؤں کی صفات اور علامات پر سیر حاصل بحث فرمائی- حضور نے ہومیوپیتھی علاج کے دوران اپنے مشاہدات اور تجربات کا ذکر فرمایا اور جس طرح ہومیوپیتھی جسمانی نظام کو متحرک کرتی ہے اس کی تفصیلات بتائیں اور ہومیوپیتھس سے فرمایا کہ کامیاب علاج پر حمد باری تعالیٰ کیا کریں اور خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہوا کریں-

حضور انور نے سبق کے آخر پر ہومیوپیتھی اور آئیسوپیتھی میں فرق، مرض اور زہر کو پہچاننے کی ضرورت اور ہومیوپیتھی اصطلاح Palliation کی وضاحت فرمائی-

منگل ۱۸ مارچ ۱۹۹۷ء

ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۸۴ میں حضور ایدہ اللہ نے سورۃ النور کی آیات ۵۲ تا ۶۱ کا ترجمہ اور اہم مقامات کی تشریح اور تفسیر بیان فرمائی-

بدھ ۱۹ مارچ ۱۹۹۷ء

ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۸۵ میں حضور ایدہ اللہ نے سورۃ النور کی آیات ۶۲ تا آخر اور سورۃ الفرقان کی آیات ۱ تا ۱۱ کا ترجمہ اور مختصر تفسیر بیان فرمائی- حضور نے فرمایا کہ ان آیات میں اسلام کے عظیم معاشرہ کی بنیاد ڈالی جارہی ہے اور پرانے زمانوں سے رائج لغو رسومات اور توہمات کا قلع قمع کر دیا گیا ہے-

ہر بدھ کی ترجمۃ القرآن کلاس کے آخر میں ۱۵ منٹ حضور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت ہومیوپیتھی کے سلسلے میں وقف فرمائے ہیں- آج کی نشست میں ایگزیما کے تعلق میں کچھ گفتگو ہوئی اور گریفائٹس کا مفید ہونا بتایا اور Vitamin E کریم یا propolius کریم زخموں پر لگانے کی تجویز فرمائی- اسی طرح پیٹ کی بیماریوں کے سلسلہ میں جو آج کل برطانیہ میں پھیل رہی ہیں کچھ ادویات تجویز فرمائیں-

جمعرات ۲۰ مارچ ۱۹۹۷ء

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۱ جو ۳ مئی ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی- ایسکولس کے متعلق بتایا کہ دوا کی علامات میں دماغ میں کنفیوژن رہتا ہے خواہ بچہ ہی ہو، خاص کر صبح کے وقت، یادداشت کی کمی اور غصہ جس کی وجہ اعصابی کمزوری ہو سکتی ہے، ایسے بچے کو ڈانٹنا نہیں چاہئے ورنہ مرگی کا خطرہ ہو سکتا ہے، یہ بڑوں کی بھی دوا ہے- اس میں دردیں ہر طرف دوڑتی ہیں- آنکھوں میں سرخ ڈورے، کمر میں ہلکا درد اور مریض اکثر غمگین سا رہتا ہے لیکن مزاج میں نرمی نہیں ہوتی- خاص قسم کی بواسیر کے لئے بھی مفید ہے- درد نقرس میں بھی فائدہ دیتی ہے-

ایتھوزا، ذہنی بیماری کے مریض کے لئے بھی مفید ہے اور عورتوں کی اندرونی بیماریوں کو ٹھیک کرتی ہے- اگیریکس بہت اہم دوا ہے- اس کی نمایاں علامات، پٹھوں کا پھڑکنا، آنکھیں ڈولتی ہیں پٹھے لرزتے اور ہاتھ کانپتے ہیں، پیٹ میں ہوا کا ہونا، ایک چیز کا دو نظر آنا اور دو کالے دھبے دکھائی دینے اگیریکس کا دائرہ عمل ہیں- Herpese کے لئے آرنیکا اور لیڈم مفید ہیں-

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انسان میں کائنات کی عظمتیں Micro حیثیت میں پائی جاتی ہیں- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ طاعون کے سلسلے میں مرکری اور سلفر کے استعمال کے راز کو دنیا میں پھیلانے کے لئے خدا تعالیٰ نے میرے اندر اتنا جوش پیدا کر دیا ہے کہ میں ساری دنیا کو آگاہ کر دینا چاہتا ہوں- یہ ایک روحانی اور الہامی مضمون ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسلام کی صداقت کا گواہ ہے- طاعون کا روحانی علاج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا اور جسمانی علاج مرکری اور سلفر کا استعمال ہے-

حضور انور نے فرمایا کہ ہومیوپیتھی بہت گہری جگہ روح پر اثر انداز ہوتی ہے-

جمعۃ المبارک ۲۱ مارچ ۱۹۹۷ء

آج پروگرام ملاقات میں اردو بولنے والے احباب کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے حسب ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے:

☆حج اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے جو اگلے ماہ ہو رہا ہے- بہت سے احمدی حج کی استطاعت رکھنے کے باوجود محروم ہوتے ہیں- وہ اس استطاعت کو کس طرح استعمال کریں؟

حضور انور نے فرمایا حج کا نہ کر سکنا کوئی ایسا کفارہ نہیں ہے جسے وہ خرچ کرے- ان پابندیوں کے باوجود بہت سے احمدی حج کرتے ہیں- یہ تعصب صرف پاکستانی ملا کا تعصب اور اس کی دلچسپی ہے ورنہ عربوں کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں-

☆آگ کا عذاب بعض لوگوں کو اس زندگی میں ہی مل جاتا ہے- کیا یوم حساب انہیں پھر ملے گا؟

حضور نے فرمایا یہ ان کے حالات کے مطابق ہوگا- بعضوں کو دنیا اور آخرت میں بھی ملے گا- بعض مومنوں کے لئے دنیا کی تکالیف، آخرت کا کفارہ بن جاتی ہیں-

☆عید الاضحیہ آنے والی ہے، کیا قربانی لوکل طور پر کی جائے یا کسی اور طرح؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا دونوں طرح ہو سکتی ہے- بہتر یہی ہے کہ دو قربانیاں کریں- خود شامل ہوں اور دوسری نیک خواہش کو پورا کرنے کے لئے دوسرے ملک میں کرائیں-

☆سائنس دان Paul Davis نے اپنی کتاب Mind of God میں لکھا ہے کہ سائنس ایک حد تک رازوں کو بیان کر سکتی ہے اس سے آگے وحی کی ضرورت ہے-

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا جواب کے لئے تھوڑا انتظار کریں- جلسہ سالانہ سے پہلے انشاء اللہ میری کتاب آرہی ہے اس میں تفصیل سے ان باتوں کا جواب موجود ہے-

☆پاکستان کی نئی حکومت نے علاوہ اور کئی نئی باتوں کے بیاہ شادی میں کھانے پینے پر پابندی لگادی ہے- اسلام کا نظریہ کیا ہے- اگر کوئی امیر ہو تو کیا اس پر بھی پابندی ہونی چاہئے؟ اور بعض احمدی کہتے ہیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی باتیں پوری ہو رہی ہیں!

حضور انور نے اس مسئلہ پر مفصل بحث فرمائی اور آپ نے بتایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے یہ ہدایات بالکل مختلف حالات اور مختلف مقاصد کے پیش نظر دی تھیں- اس وقت جماعت کی مالی حالت تنگ تھی اس لئے خدمات اسلام اور غرباء کی مدد کے لئے ہر ممکن رقم بچانے کے لئے یہ حد لگائی گئی- پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے کچھ سہولتیں دیں- میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ اب جماعت خدا کے فضل سے آسودہ حال ہو گئی ہے اس لئے اس اصول کے پیش نظر کہ اگر ایک حکم رفتہ رفتہ اپنی روح کو چھوڑ چکا ہے تو خلیفہ وقت کا فرض ہے کہ وہ مناسب حال ہدایات جاری کرے- لیکن پاکستانی حکومت کا یہ فیصلہ اس کے لئے فائدہ کی بجائے نقصان کا زیادہ موجب ہوگا- حضور نے فوائد اور نقصانات کی وضاحت فرمائی اور فرمایا کہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ہر طبقے کا خیال رکھے- فیصلہ قوم کے مزاج کے مطابق ہونا چاہئے- پاکستان نے مولوی کا جو جھگڑا پال رکھا ہے اس کی گردن پر ہاتھ ڈالیں اور ملا کو نہتا کر دیں-

(ا-م-چ)

(بقیہ رپورٹ اجتماع انصاراللہ از صفحہ آخر)

تحسین بھرے دلی جذبات کا اظہار فرمایا- حضور انور نے مکرم حسن القادری صاحب کے ان پرخلوص دلی جذبات کی قدردانی کرتے ہوئے فرمایا کہ مکرم حسن القادری صاحب نے ایسی فصیح و بلیغ عربی زبان استعمال فرمائی ہے کہ ان کی نثر میں شعر کی تمام لذتیں شامل تھیں- حسن القادری صاحب نئے احمدی ہیں اور ان کا تعلق ملک شام سے ہے- انہوں نے مکرم مرزا عبدالوحید صاحب جو ان کے ہمسائے ہیں، کی وساطت سے احمدیت قبول کی تھی- وہ ان کے کردار اور خوش خلقی سے ایسے متاثر تھے کہ ان کی بیوی نے بھی محسوس کیا کہ ایک صاف گو انسان ہونے کے باوجود ضرور وہ ہم سے کوئی اہم چیز چھپا رہے ہیں- چنانچہ وہ خاموشی سے اس کھوج میں لگ گئے- بالآخر ان پر یہ راز کھل گیا کہ وہ ایک خدارسیدہ سچے انسان کے بیعت یافتہ ہیں-

مکرم حسن القادری صاحب نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حضور انور کے ساتھ پہلی ملاقات میں ہی حضور انور کی نورانی شبیہہ نے ان پر ایسا جادو کر دیا تھا کہ انہیں اس بات پر یقین کامل ہو گیا تھا کہ یہ خدارسیدہ انسان جو بات کہتا ہے وہ حقیقتاً سچ ہے- چنانچہ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر ایمان لانے میں کوئی بھی دقت پیش نہیں آئی اور الحمدللہ وہ دل و جان سے ان پر ایمان رکھتے ہیں-

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں جو ۳۵ منٹ تک جاری رہا اس اجتماع کی کامیابی پر صدر صاحب مجلس انصاراللہ کو مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ الحمدللہ مجلس انصاراللہ کا یہ خصوصی اجلاس توقعات پر پورا اترا اور وہ مقاصد جو پیش نظر تھے وہ کماحقہ پورے ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں- اللہ تعالیٰ کے فضل سے جملہ انتظامات اور پروگرام نہایت احسن رنگ میں طے پائے ہیں-

حضور انور نے انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور تعلق باللہ پر زور دیا کہ خدا تعالیٰ سے تعلق کے نتیجے میں انسان دائمی بقا حاصل کر سکتا ہے- حضور نے فرمایا کہ دنیا بڑی تیزی سے ہلاکتوں کی طرف بڑھ رہی ہے- آج صرف جماعت احمدیہ ہی خدا کی وہ آخری جماعت ہے جس کے ساتھ اس دنیا کی بقا وابستہ ہے اور جماعت کی بقا اس کے افراد کے ساتھ وابستہ ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہر فرد جماعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا اور حقیقی تعلق قائم کرے کیونکہ وہی ایک ذات ہے جو ابدی اور باقی رہنے والی ہے اور جسے کبھی فنا نہیں- اس سے تعلق کے نتیجہ میں آپ ہمیشہ کی زندگی پا جائیں گے اور اس بات کے اہل ہوں گے کہ دوسروں کو زندگی بخش سکیں-

نماز مغرب اور عشاء کی ادائیگی کے بعد حضور انور ازراہِ شفقت مجلس انصاراللہ کے اجتماعی کھانے کی دعوت میں شریک ہوئے- بالآخر یہ ایمان افروز اجتماع دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا- اللہ تعالیٰ اس اجتماع کا انعقاد ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے- آمین

(رپورٹ: بشیر الدین احمد سامی- نمائندہ الفضل برطانیہ)

"سلام۔ عالم اسلام کا سرمایہ افتخار"

(از پروفیسر راجہ نصر اللہ خان)

(دوسری قسط)

قطرے سے گہر ہونے تک

اس دنیا میں ہر قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو حق بات کو کہنے اور سننے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ وہ تعصب اور بغض سے بالاتر ہو کر اچھے لوگوں کی اچھائی اور کامیابی کا اعتراف کرتے ہیں اور اسے سراہتے ہیں۔ لیکن اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ کچھ لوگ اپنی کم حوصلگی اور ذہنی پستی کی وجہ سے دوسروں کی کامیابی پر جلتے اور تلملاتے نظر آتے ہیں اور غلط پراپیگنڈہ کرنا ان کا شعار ہوتا ہے۔ وہ نہ خود کوئی کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی صلاحیت اور قابلیت رکھتے ہیں اور نہ دوسروں کی سرفرازی سے خوش ہوتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے وطن میں بھی ایک گروہ ایسا ہے جس نے یہ شرمناک افسانہ گھڑا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبیل پرائز ان کی قابلیت کی وجہ سے نہیں بلکہ یہودیوں کی نوازش اور سازش سے ملا اور یہ کہ ڈاکٹر صاحب پاکستان اور مسلمانوں کے دشمن ہیں (معاذ اللہ)۔

آپ کو حیرت ہوگی یہ جان کر کہ اس گروہ میں زیادہ تر وہ "عالم فاضل لوگ" شامل ہیں جن کی اپنی تعلیم پرائمری تک ہی ہے یا جن کا اوڑھنا بچھونا ہی اشتعال اور فریب ہے اور جنہوں نے شروع سے لے کر آج تک کوئی خدمت وطن یا خدمت ملت کی سعادت نہیں پائی اور جن کے متعلق شاعر و مفکر مشرق علامہ اقبال نے کئی تیر بہدف اشعار کہے ہیں جن میں سے ایک مصرعہ یہ ہے ۔

"دین ملا فی سبیل اللہ فساد"

اپنے انصاف پسند اور علم کے شائق قارئین کرام کے سامنے حقیقت واضح کرنے کے لئے ہم ڈاکٹر عبدالسلام کے بچپن سے لے کر دنیائے علم و دانش کے عبقری بننے تک کے چند چیدہ چیدہ مستند واقعات حوالوں کے ساتھ درجہ بدرجہ رقم کرتے ہیں تا کہ کھوٹے اور کھرے کی پہچان ہو سکے اور اپنے اور پرائے کا فرق واضح ہو جائے۔

بچپن اور ابتدائی تعلیم و تربیت

عبدالسلام ۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے۔ گو آپ کا خاندان جھنگ جیسے پسماندہ علاقہ میں رہائش پذیر تھا لیکن آپ کے والد محترم چوہدری محمد حسین صاحب بہت روشن دماغ اور لکھے پڑھے انسان تھے اس لئے انہوں نے بچپن سے ہی سلام کی تربیت اور تعلیم پر بھرپور توجہ دینی شروع کر دی۔ یہ پڑھائی کیسی معیاری تھی اور قدرت نے سلام کو کیسی اعلیٰ ذہانت اور محنت کے جذبے سے نوازا تھا اس کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ انہیں ساڑھے چھ برس کی عمر میں سیدھا کلاس چہارم میں داخل کر لیا گیا۔ مستند کتاب "ڈاکٹر عبدالسلام" کے قابل مصنف ڈاکٹر عبدالغنی (جو ماشاء اللہ پاکستان کے ایک روشن دماغ مسلمان اور زیرک انسان ہیں اور خود بھی اعلیٰ پایہ کے سائنس دان ہیں اور ۱۹۶۶ء میں پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف نیوکلیئر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے پہلے ڈائریکٹر مقرر ہوئے) تحریر کرتے ہیں:

"یوں سلام نے والد کی رہنمائی میں تعلیم کا زور و شور سے آغاز کیا۔ ان کی صحت بے حد اچھی تھی۔ تعلیم سے ان کی دلچسپی بے پناہ تھی۔ نتیجتاً ساٹ سات سال کی عمر میں سلام وہ کچھ سیکھ چکے تھے جو ان سے بڑی عمر کے بچوں کو کافی وقت گزرنے کے بعد آیا کرتا ہے .... سلام کا حافظہ بلا کا تیز تھا۔ چوتھی جماعت میں انہیں تقریباً چالیس تک پہاڑے زبانی یاد تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے شرحیں اور مضامین لکھنے کے لئے بے شمار بڑے لوگوں کے اقوال اور تاریخی واقعات زبانی یاد کر رکھے تھے۔ بچپن میں انہوں نے قرآن شریف ترجمے کے ساتھ پڑھنا شروع کیا تھا۔ اس وجہ سے انہوں نے میٹرک میں عربی کو اختیاری مضمون کی حیثیت سے چنا .... عبدالسلام مارچ ۱۹۳۴ء میں جھنگ سنٹر میں ہونے والے چوتھی جماعت کے امتحان میں اول رہے۔

("عبدالسلام" از ڈاکٹر عبدالغنی صـ ۲۴، ۲۵۔ شائع کردہ شاہکار بک فاؤنڈیشن کراچی)

اس کتاب کے صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے کہ ۱۹۳۸ء میں سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب یہ تحریر ریکارڈ پر لائے:

"میں نے اپنی زندگی میں کبھی عبدالسلام جیسا بہترین اور لائق ترین طالب علم نہیں دیکھا"۔

اسے کہتے ہیں ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔

گھریلو تربیت کا فیضان

روزنامہ مشرق مورخہ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۳ پر برصغیر کے بزرگ صحافی م۔ ش (جو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں) اپنے کالم "نوبیل پرائز یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کا گھریلو ماحول" میں رقمطراز ہیں:

"نظریاتی طبیعات میں ریسرچ پر نوبیل پرائز حاصل کرنے والے پاکستانی سپوت ڈاکٹر عبدالسلام کا تعلق جھنگ کے متوسط درجے کے خاندان سے ہے۔ ان کے والد ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں "ہیڈ ورنیکلر کلرک" تھے۔ دنیاوی لحاظ سے یہ ایک معمولی منصب تھا۔ لیکن وہ ایک بلند اخلاق انسان تھے۔ جنہوں نے اپنی پاکیزگی اخلاق سے اپنے ماحول کو عموماً اور اپنے اہل خاندان اور اہل و عیال کو خصوصاً متاثر کیا۔ پروفیسر عبدالسلام اپنے مرحوم والد کے درس اخلاق کے بہترین متعلم اور یادگار متصور ہوتے ہیں۔

پروفیسر عبدالسلام کے والد کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ گھر اور دفتر میں ایک مثالی کردار کے انسان تھے۔

ان پر یہ قول لفظ بلفظ صادق آتا تھا کہ ایک ٹن وعظ پر ایک اونس کا حسن عمل بھاری ہوتا ہے۔ انہوں نے رزق حلال کو اپنا ماٹو قرار دیا تھا ...... وہ نہ تو اپنے افسروں کی بے جا خوشامد کرتے تھے اور نہ اپنے ماتحتوں کو بلاوجہ جھڑکتے تھے .... ان کے حسن کردار نے بچپن سے ہی عبدالسلام کے دل و دماغ کو متاثر کیا اور انہوں نے شروع دن سے ہی اپنی زندگی کو منظم کرنا شروع کیا .... اگر عبدالسلام کے والد کی طرح پاکستان میں لوگوں نے اپنی اولاد کی طرف توجہ دی ہوتی تو پاکستان میں آج ایک ایسی نسل وجود میں آ چکی ہوتی جو حقیقی معنوں میں اقبال کے شاہین کہلانے کی سزاوار ہوتی"۔

ارفع تر کامیابیوں کا سلسلہ

عبدالسلام تعلیمی زینے پر نمایاں سے نمایاں تر ہوتے چلے گئے۔ ڈاکٹر عبدالغنی لکھتے ہیں:

"جس معیار پر بھی پرکھا جائے سلام نے اپنے آپ کو میٹرک سے لے کر ایم۔ اے۔ تک یونیورسٹی کے تمام امتحانات میں اول رہ کر ایک انتہائی غیر معمولی اوصاف اور قابلیت کے حامل طالب علم کی حیثیت سے منوایا۔ میٹرک اور بی۔ اے۔ کے امتحانات میں تو انہوں نے پنجاب یونیورسٹی میں جو اعلیٰ ترین نمبر حاصل کئے وہ ایک ریکارڈ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بی۔ اے۔ میں انہوں نے ہر مضمون میں الگ الگ ٹاپ کیا۔ یہ مضامین تھے انگلش، انگلش لٹریچر (برائے آنرز)، اور عملی ریاضی۔ یونیورسٹی کی تاریخ میں سلام دوسرے طالب علم تھے جس نے اپنے تمام امتحانات یوں اول رہتے ہوئے پاس کئے۔ ان کی میٹرک کے امتحان میں اعلیٰ ترین کامیابی یعنی تمام امیدواروں میں اول آنا اور ایک نیا ریکارڈ قائم کرنا (رول نمبر ۱۴۸۸۸) ایک ایسا امر تھا جس نے ہندو اور سکھ طلباء کو یہ بات ذہن نشین کروا دی کہ ذہانت اور بے پناہ لیاقت صرف انہی کی میراث نہیں۔ مسلمانوں میں بھی ایسے جوہر قابل موجود ہیں جو اس میدان میں ان کا مقابلہ کرتے ہوئے انہیں شکست دے سکتے ہیں۔ ہندو اور سکھ طلباء برسوں سے یونیورسٹی کے امتحانوں میں اول رہتے ہوئے مسلمانوں کو شدید قسم کے احساس کمتری میں مبتلا رکھے ہوئے تھے۔ اب سلام کی اعلیٰ کامیابیوں نے ان غیر مسلموں کی ذہنی برتری کا طلسم توڑ دیا اور مسلمانوں کے احساس کمتری کو ختم کر دیا"۔

(ڈاکٹر عبدالسلام صـ ۲۹)

[یاد رہے کہ یہ ان دنوں کی باتیں ہیں جب ۱۹۷۴ء کی "قومی اسمبلی" کا وجود نہیں پایا جاتا تھا۔ ناقل]

کیمبرج جیسے شاندار ادارے میں داخلہ

برطانیہ کی دو شہرہ آفاق یونیورسٹیاں کیمبرج اور آکسفورڈ ہیں۔ سلام کے اعلیٰ تعلیمی ریکارڈ، محنت اور خوش قسمتی کا ثمرہ تھا کہ ۱۹۴۶ء میں وہ کیمبرج میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے برطانیہ روانہ ہو گئے۔ ڈاکٹر عبدالغنی تحریر کرتے ہیں:

"کیمبرج کو سائنسی علوم کا گہوارہ کہا جاتا ہے۔ اس کی یہ شاندار روایات چلی آ رہی ہیں کہ اسے جواہر قابل کی شناخت اور ان کو چمکانے، تراشنے اور سنوارنے کا خصوصی تجربہ اور مہارت حاصل ہے۔ اس لئے ایسا ہونا فطری تھا کہ کیمبرج والوں نے سلام کی غیر معمولی قابلیت اور لیاقت کو بھانپ لیا تھا اور انہیں فوراً ہی داخلے کے لئے بلوا لیا تھا"۔

(ڈاکٹر عبدالسلام صـ ۳۶، ۳۷)

ڈاکٹر عبدالغنی کیمبرج میں طریقہ تدریس اور عبدالسلام کے مصمم ارادہ کا یوں ذکر کرتے ہیں:

"کیمبرج میں سلام کو پہلی بار ان شخصیات سے اعلیٰ علوم میں درس لینے کا اتفاق ہوا جو خود علوم کی سرحدوں پر کام کر رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اساتذہ کبھی کوئی مضمون جامعیت کے ساتھ نہ پڑھاتے تھے بلکہ طلباء سے توقع رکھتے تھے کہ وہ از خود مطالعہ کر کے اس کمی کو پورا کر لیں۔ ان کی اپنی حیثیت محض ایک نگران اور رہنما کی ہوتی تھی۔ اس طرز تعلیم کا یہ نتیجہ ہوتا تھا کہ مجوزہ نصاب کی ہر چیز گرفت میں آ جاتی تھی ....

سلام نے یہ ارادہ کر رکھا تھا کہ وہ اس غیر ملکی معاشرے کے بداثرات سے خود کو ہمیشہ محفوظ رکھیں گے اور ساری توجہ اپنی تعلیم پر صرف کر دیں گے"

(ڈاکٹر عبدالسلام صـ ۳۲)

سبحان اللہ! فکر کی یہ بلندی اور روح کی یہ پاکیزگی!!

اب ڈاکٹر عبدالغنی کا یہ بیان پڑھئے:

"سلام کیمبرج میں روزانہ چودہ تا سولہ گھنٹے کام کیا کرتے تھے۔ ان کا مطالعہ بہت وسیع اور عمیق تھا۔ وہ نہ صرف علوم ریاضی اور طبیعات کا مطالعہ کیا کرتے تھے بلکہ تاریخی کتب بھی ان کے زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ خصوصاً تاریخ اسلام، اسلامی تہذیب و ثقافت، تاریخ ہند اور تاریخ اقوام عالم۔ یہاں انہوں نے دنیا کی تمام الہامی کتابوں کا مطالعہ بھی کیا......... یہ ساری کتابیں انہیں سینٹ جان کالج کی شاندار لائبریری میں، جہاں وہ ریاضی کے مسائل سلجھانے کے سلسلے میں کئی کئی گھنٹے گزارتے تھے بآسانی دستیاب تھیں۔ انہوں نے اپنا تین سالہ Tripos (کیمبرج میں آنرز ڈگری کا امتحان۔ ناقل) دو ہی سالوں میں مکمل کر لیا اور بغیر کسی مشکل کے Wrangler (کیمبرج کا فرسٹ ڈویژن میں آنرز گریجویٹ۔ ناقل) بن گئے"۔

(ڈاکٹر عبدالسلام صـ ۳۸، ۳۹)

سلام نے کیمبرج میں تعلیم کے دوران انتھک محنت کرتے ہوئے ریسرچ کا کام بھی جاری رکھا۔ جس کے نتیجے میں انہیں ۱۹۵۰ء میں کیمبرج کی طرف سے طبیعات میں اعلیٰ تحقیقی کام کرنے کے نتیجے میں سمتھ پرائز (Smith Prize) دیا گیا۔ سچ ہے۔ جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے!۔

استاد کا قابل فخر شاگرد

ڈاکٹر عبدالغنی نے استاد اور شاگرد کا ایک عجیب واقعہ ریکارڈ کیا ہے۔ سلام کے متعلق لکھتے ہیں:

"کیمبرج سے رخصت ہوتے وقت انہوں نے اپنے نگران سے درخواست کی کہ وہ انہیں ایک سفارشی خط لکھ کر دیں کہ انہوں نے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کرنے کے دوران تسلی بخش طریقے سے اپنا کام سرانجام دیا تھا۔ اس پر ان کے نگران نے کہا۔

"تم مجھے یہ تصدیق نامہ لکھ کر دے دو کہ تم نے میرے ساتھ کام کیا ہے"۔

یہ واقعہ پڑھ کر عش عش کرنے کو جی چاہتا ہے۔

وطن واپسی پر ۱۹۵۱ء میں پروفیسر عبدالسلام کا گورنمنٹ کالج لاہور اور پنجاب یونیورسٹی لاہور میں صدر شعبہ ریاضی کے طور پر تقرر ہوا۔ وہ یہ فرائض ۱۹۵۴ء تک انجام دیتے رہے۔

ڈاکٹر عبدالغنی اس زمانہ میں متذکرہ اداروں کے خشک فرسودہ تعلیمی نصاب اور ڈاکٹر سلام کی علمی اور تحقیقی محرومی و تشنگی کا ذکر یوں کرتے ہیں:

"پروفیسر عبدالسلام کو معلوم ہوا کہ وہاں کوئی ایسا تصور موجود نہ تھا کہ ایم۔ اے۔ کی سطح پر یونیورسٹی کی تعلیم کا تعلق کچھ ریسرچ سے بھی ہو۔ تعلیم اور ریسرچ کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہوا کرتا ہے اور یہ ایک دوسرے کے بغیر نہیں چل سکتے۔ وہاں کوئی ذریعہ تحقیق میسر نہ ہونے کے سبب اساتذہ کی صلاحیتیں زنگ آلود ہوتی جا رہی تھیں۔ کسی محقق کے ساتھ مل کر کام کرنے کے مواقع بھی میسر نہ تھے.....۔

(ڈاکٹر عبدالسلام صـ ۴۹)

کیمبرج یونیورسٹی کی لیکچرشپ

اس دوران ڈاکٹر سلام نے کیمبرج یونیورسٹی کی طرف سے لیکچرشپ کی پیشکش سے جذبہ حب الوطنی کے باعث دو تین بار انکار کر دینے کے بعد بالآخر اپنے ماحول اور عمومی ناسازگار حالات سے مجبور ہو کر یہ پیشکش قبول کر لی اور جنوری ۱۹۵۴ء میں کیمبرج کے لئے روانہ ہو گئے۔ (اس دردناک داستان کے لئے دیکھئے کتاب "ڈاکٹر عبدالسلام صفحات ۵۲ تا ۵۷)۔

یورپی سائنس دانوں اور جید اساتذہ کے بالمقابل

ہم مصدقہ حوالوں کے ساتھ بیان کر چکے ہیں کہ عبدالسلام نے اپنے سکول اور کالج کے زمانہ طالبعلمی میں غیر منقسم ہندوستان کے ہندو اور سکھ طلباء کے مقابل پر کہیں اعلیٰ کارکردگی دکھا کر ان کی اجارہ داری اور زعم کو توڑ دکھایا۔ آگے چل کر کیمبرج سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے اور اپنی تحقیق اور قابلیت کا لوہا منوانے کے بعد ان کا اس یونیورسٹی میں استاد مقرر ہونا اس بات کا بین ثبوت تھا کہ وہ اب مایہ ناز مغربی اساتذہ اور سائنس دانوں کے مقابل آ کھڑے ہوئے تھے۔ اس اعزاز اور ناموری کی تفصیل ڈاکٹر عبدالغنی کی زبانی سنیئے:

"عبدالسلام برصغیر ہندوپاک بلکہ اسلامی دنیا کے پہلے سائنس دان تھے جنہیں کیمبرج یونیورسٹی میں لیکچرار کے عہدے کی پیشکش کی گئی تھی۔ اور واضح رہے کہ کیمبرج یونیورسٹی برطانیہ کی دوسری قدیم اور اعلیٰ درسگاہ گنی جاتی ہے۔ اس یونیورسٹی کا اصول چلا آ رہا ہے کہ وہ صرف ایسے لوگوں کو ہی بحیثیت استاد اپنے اندر جگہ دیتی ہے جو عالم فاضل ہوں، تعلیم و تربیت سے گہری دلچسپی رکھتے ہوں، ان میں تحقیق و جستجو کا مادہ موجود ہو اور جو کچھ دریافت کریں یا تحقیق کریں اس پر تنقیدی مواد لکھ کر شائع کرا سکیں۔ انہی خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے سلام کو وہاں لیکچرشپ کی پیشکش کی گئی تھی۔ لاہور کے سائنسی لحاظ سے بنجر صحرا میں رہنے کے باوجود انہوں نے نظری اعلیٰ توانائی کی طبیعات میں چھ انتہائی بلند پایہ تحقیقاتی مقالات شائع کروائے تھے اور یہ ایک قابل قدر کام تھا"۔ (ڈاکٹر عبدالسلام صـ ۵۹)۔

ڈاکٹر عبدالسلام کیمبرج میں کامیاب تدریس کے ساتھ ساتھ اپنے تحقیقی میدان میں برابر آگے بڑھتے رہے۔ وہ ایک سرگرم اور انتھک محنت کرنے والے انسان تھے۔ انہوں نے اپنے اعلیٰ پائے کے تحقیقی مقالات تیار کرنے اور شائع کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔

ترقی کے اونچے زینے پر

کیمبرج میں اپنے عظیم الشان تحقیقی و تدریسی کام کی وجہ سے ڈاکٹر عبدالسلام نے ایسا مقام پیدا کر لیا کہ برطانیہ کے شہرہ آفاق امپیریل کالج لندن کے شعبہ طبیعات کے چیئرمین پروفیسر بلیکٹ (Blackett) کی نظر انتخاب ان پر پڑی۔ یہ پروفیسر بلیکٹ ریسرچ اور گوناگوں دریافت کے باوا کے طور پر مانے جاتے تھے اور انہوں نے ۱۹۴۸ء میں نوبیل انعام حاصل کیا تھا۔ انہوں نے خود ڈاکٹر سلام سے ملاقات کر کے انہیں امپیریل کالج میں تھیوریٹیکل فزکس کی کرسی پیش کی۔ اس طرح برطانوی کیمبرج یونیورسٹی میں لیکچرار کی حیثیت سے کام کا آغاز کرنے والے ڈاکٹر عبدالسلام امپیریل کالج لندن میں پروفیسر کے منصب پر فائز ہو گئے۔

اب یہی بات بانداز دگر ذرا ڈاکٹر عبدالغنی کے الفاظ میں سنیئے:

"۱۹۵۷ء میں سلام تین سال گزرنے کے بعد ۳۱ سال کی عمر میں کیمبرج کی لیکچرشپ سے امپیریل کالج لندن کے فل پروفیسر بن گئے۔ اس طرح وہ پہلے مسلمان تھے جنہوں نے صنعتی انقلاب کے بعد سے ایک اینگلو سیکشن سوسائٹی میں یہ اہم عہدہ حاصل کیا تھا اور ان کے یہ اعزاز حاصل کرنے کے ساتھ ہی ان کے ملک (یعنی پاکستان۔ ناقل) کو یہ احساس ہونا شروع ہوا کہ سلام میں اس کا مایہ ناز سپوت موجود ہے۔ جو آگے چل کر اس کے لئے قابل فخر اثاثہ بنے گا۔

(ڈاکٹر عبدالسلام از ڈاکٹر عبدالغنی صـ ۶۴، ۶۵)

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بقیہ:۔ ڈاکٹر عبدالسلام ۔ چند یادیں

دوں گا۔ ڈاکٹر صاحب کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا "امام صاحب! میں ہرگز پاکستانی قومیت والا پاسپورٹ نہیں چھوڑوں گا، مجھے امید ہے کہ بہت جلد مجھے نوبل پرائز مل جائے گا اور میں نہیں چاہتا کہ یہ اعزاز کسی اور ملک کے کھاتے میں جائے۔ میں پاکستانی رہوں گا خواہ مجھے سفر میں کبھی پریشانی کا بھی سامنا کرنا پڑے۔ چنانچہ اپنی وفات تک انہوں نے برطانوی شہریت حاصل نہ کی جس کا انہیں حق تھا۔"

اپنے والدین سے مکرم ڈاکٹر صاحب کی عقیدت و محبت مثالی تھی اور یوں لگتا تھا گویا انہیں اپنے والدین سے والہانہ عشق ہے۔ جب ان کے والد صاحب کی وفات ہوئی تو مکرم ڈاکٹر صاحب غم سے نڈھال ہو گئے اور لندن اپنے مکان کے کمرہ میں غم سے نڈھال تنہائی میں رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد محترمہ مسز سلام کا حضرت چودھری صاحب کو فون آیا کہ آکر ڈاکٹر صاحب کو سمجھائیں۔ حضرت چودھری صاحب مجھے ساتھ لے کر ڈاکٹر صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کا غم سے برا حال تھا۔ حضرت چودھری صاحب نے انہیں نصیحت کی اور فرمایا کہ اس قدر غم بھی بعض اوقات شرک کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ پھر اپنی مثال دی کہ اپنی والدہ صاحبہ مرحومہ سے عشق ہونے کے باوجود ان کی وفات پر صبر اختیار کیا اور اللہ کی رضا پر راضی ہو گیا۔ بہت دیر تک نصیحت فرماتے رہے۔ پھر اٹھ کر مکرم ڈاکٹر صاحب کو گلے لگایا۔ ڈاکٹر صاحب خوب روئے اور یوں ان کے دل کا بوجھ ہلکا ہوا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کا اپنے والدین سے عشق اس وجہ سے بھی تھا کہ دونوں اولیاء اللہ میں سے تھے۔ صاحب رویا و کشوف تھے۔ ان کی زندگی کا اوڑھنا اور بچھونا اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول تھا۔ حضرت چودھری محمد حسین صاحب ساری ساری رات عبادت میں گزار دیا کرتے تھے اور دعاؤں میں خاص شغف رکھتے تھے۔

محترمہ مسز سلام صاحبہ ایک لمبے عرصہ تک برطانیہ کی لجنہ اماء اللہ کی صدر رہیں جبکہ خاکسار کو بحیثیت امام و مشنری انچارج برطانیہ ان کا تعاون حاصل رہا۔ مسز سلام دن رات سلسلہ کے کاموں میں اور لجنہ اماء اللہ برطانیہ کی تعلیم و تربیت میں مگن رہتی تھیں۔ اس کام میں انہیں مکرم ڈاکٹر صاحب کا مکمل تعاون حاصل تھا۔ مسز سلام ایک طرف سلسلہ کی خدمت میں لگی رہتی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ مکرم ڈاکٹر صاحب مرحوم کے درجنوں مہمانوں کی بیک وقت مہمان نوازی میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں آنے دیتی تھیں۔ یہ آسان کام نہ تھا۔ اس مہم کو سر کرنے کے لئے دونوں میاں بیوی کا آپس میں تعاون ضروری تھا جو خدا تعالیٰ کے فضل سے انہیں میسر تھا۔

محترم ڈاکٹر صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کی اعلیٰ تربیت اور ان کے مرحوم بزرگ والدین کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کے سب بچے دین کے خادم، مخلص، خلافت کے اطاعت گزار اور کامیاب زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے فرزند اکبر عزیز احمد سلام جلسہ ہائے برطانیہ اور دیگر تقاریب پر کچن میں دن رات ڈیوٹی میں مگن ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک غیر از جماعت معزز مہمان جلسہ سالانہ پر تشریف لائے تو جلسہ کے اعلیٰ اور وسیع انتظامات سے بےحد متاثر ہو کر فرمانے لگے کہ ان تمام کارکنان کو آپ کی جماعت اتنے بڑے کام کے لئے بہت معاوضہ دیتی ہوگی۔ جب انہیں بتایا گیا کہ یہ سارے کا سارا کام رضاکارانہ طور پر ہوتا ہے تو وہ بےحد حیران ہوئے۔ وہ لنگر خانہ کے پاس کھڑے تھے، ان کا تعارف کارکنان کچن سے کرایا گیا۔ عزیز احمد سلام کچن کے بڑے بڑے دیگچے مانجھنے میں لگے ہوئے تھے۔ جب ان کا تعارف معزز مہمان سے کرایا گیا تو وہ بہت حیران ہوئے کہ اتنے بڑے آدمی کا بیٹا کچن میں برتن مانجھ رہا ہے۔ اور اس پر فخر محسوس کرتا ہے کہ اسے خدمت دین کی توفیق مل رہی ہے۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم کو اسلام سے کس قدر عشق تھا۔ اس کا ثبوت مندرجہ ذیل واقعہ ہے۔ کئی سال ہوئے سعودی حکومت کے تعاون سے حج کے بارہ میں ایک فلم ریلیز ہوئی تھی جس میں ارکان حج کے علاوہ مقدس مقامات کی زیارت بھی کرائی گئی تھی۔ خاکسار نے اس فلم کو مشن ہاؤس میں دکھانے کا اہتمام کیا اور محترم ڈاکٹر صاحب کو بھی فلم دیکھنے کی دعوت دی۔ انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کر دی کہ میرا ارادہ عمرہ کرنے کا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ فلم دیکھنے سے جو لطف مجھے خود ان مقامات پر حاضر ہونے کا نصیب ہوگا کہیں اس میں کمی نہ آ جائے۔

خوش الحان قاریوں کی تلاوت کے بےشمار کیسٹ ڈاکٹر صاحب منگواتے رہتے تھے اور انہیں بڑی عقیدت سے سنا کرتے تھے اور اکثر قاریوں کے بارہ میں خاکسار کو بتایا بھی کرتے تھے کہ فلاں قاری کی آواز بہت متاثر کن ہے تو فلاں قاری کی قرات اور الفاظ کی ادائیگی بہت اعلیٰ ہے۔ قاری عبدالباسط سے بےحد متاثر ہوتے تھے اور ان کی تلاوت میں پورا قرآن کریم بطور خاص مصر سے منگوایا تھا اور اسے سنا کرتے تھے اور کئی مرتبہ حضرت چودھری صاحب کو بھی سنایا کرتے تھے۔

محترم ڈاکٹر صاحب مخفی طور پر درجنوں بیواؤں اور یتیموں اور غریب طالبعلموں کی مالی امداد بھی فرماتے تھے جس کا خاکسار کو بھی علم تھا کیونکہ کئی دفعہ خاکسار کے ذریعہ بھی یہ مدد مستحقین کو جاتی تھی۔ چندوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کا ایک اعلیٰ وصف یہ تھا کہ خط کا جواب ضرور دیتے تھے۔ اکثر اپنے ہاتھ سے اور کبھی کبھی اپنے سکرٹری سے ٹائپ کروا کر دستخطوں سے جواب بھجواتے تھے۔ طبیعت تکلف سے بالکل آزاد تھی۔ چنانچہ اکثر جو بھی پرزہ سامنے آ جاتا اسی پر خط لکھ دیا کرتے تھے۔ خاکسار کو تین چار خطوط محض کاغذ کے پرزوں پر لکھ کر ارسال کئے۔ مقصد جواب دینا ہوتا تھا نہ کہ پیڈ اور اعلیٰ کاغذ کے تکلفات سے۔ غرض بکرم ڈاکٹر صاحب مرحوم اخلاق حسنہ کا ایک خوبصورت گلدستہ تھے جسکی خوشبو چار دانگ عالم میں پھیل گئی تھی۔

ڈاکٹر عبدالسلام ۔ چند یادیں

(بشیر احمد خان رفیق ۔ لندن)

فروری ۱۹۵۹ء میں خاکسار پہلی مرتبہ انگلستان پہنچا۔ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ان دنوں پٹنی کے علاقہ میں جو مسجد فضل لندن سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے مستقلاً رہائش پذیر تھے اور امپیریل کالج لندن میں پروفیسر تھے۔ مسجد فضل میں نماز کے لئے آپ تشریف لاتے تو خاکسار کو بھی شرف ملاقات حاصل ہو جاتا۔ یوں تو ڈاکٹر صاحب کے مرتبہ اور علمی مقام کے لحاظ سے خاکسار کی ان کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہ تھی لیکن محترم ڈاکٹر صاحب بحیثیت مبلغ جماعت احمدیہ کے خاکسار سے بہت محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ اور گاہے گاہے اپنے دولت کدہ پر خاکسار کو بھی مدعو فرماتے تھے۔ عام طور پر آپ اپنے دوستوں کو اتوار کے روز ناشتہ کیلئے دعوت دیتے تھے۔ ناشتہ کیا ہوتا، پورا دوپہر کا کھانا ہوتا تھا۔ کھانے کی میز انواع و اقسام کی ڈشز سے بھری ہوتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کے دوست اور مداح نہ صرف ناشتہ سے لطف اندوز ہوتے تھے بلکہ ان کی علمی گفتگو، حالات حاضرہ پر تبصرے اور شعر و شاعری میں ان کے اعلیٰ مذاق سے بھی لطف اندوز ہوتے تھے۔ بعد میں جب حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ نے مستقلاً لندن میں رہائش اختیار کی تو ڈاکٹر صاحب مرحوم کا یہ معمول ہوگیا کہ جب بھی لندن میں ہوتے اتوار کے ناشتہ پر حضرت چودھری صاحب کو ضرور بلاتے۔ خاکسار بھی اکثر ان مجالس میں شامل ہوتا۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے سائنسی علوم کی نعمت سے تو مالا مال کیا ہی تھا۔ اس کے ساتھ ہی آپ کو شعر و شاعری، اردو اور انگریزی ادب اور تاریخ کے علم سے بھی وافر حصہ دیا تھا۔ فارسی شعراء میں حافظؒ آپ کے پسندیدہ شاعر تھے اور حافظ کے سینکڑوں اشعار آپ کو ازبر تھے اور موقع و محل کی مناسبت سے حافظ کے اشعار سنانا آپ کو لطف دیتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شاعری کا بھی آپ نے بالاستیعاب مطالعہ کیا ہوا تھا اور اکثر حضور علیہ السلام کے فارسی و اردو اشعار موقع کی مناسبت سے سناتے تھے۔ حضرت چودھری صاحب کو بھی فارسی شعراء میں سے حافظؒ کے ساتھ عشق تھا۔ اس لحاظ سے مکرم ڈاکٹر صاحب اور حضرت چودھری صاحب کی طبیعتیں آپس میں بہت ملتی تھیں۔ صوفی شعراء میں دونوں بزرگوں کو مولانا روم سے عشق کی حد تک عقیدت تھی اور ان کے سینکڑوں اشعار دونوں کو یاد تھے۔ اس طرح بعض اوقات تو پوری محفل پر حافظ و رومی چھائے رہتے تھے۔ حضرت چودھری صاحبؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فارسی شاعری سے بڑا لگاؤ تھا اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ انہیں قریباً حضور علیہ السلام کی فارسی شاعری کا سارا دیوان حفظ تھا تو مبالغہ نہ ہوگا۔

محترم ڈاکٹر صاحب کو حضرت چودھری صاحبؓ سے بےحد محبت تھی۔ اکثر اپنے ذاتی معاملات میں ان سے مشورہ لیا کرتے تھے اور حضرت چودھری صاحبؓ جو بھی مشورہ دیتے اس پر عمل پیرا ہوتے۔

خاکسار کے آنے کے کچھ عرصہ بعد محترم ڈاکٹر صاحب کے والد محترم حضرت چودھری محمد حسین صاحب بھی لندن تشریف لے آئے۔ ڈاکٹر صاحب کو اپنے والدین سے عشق تھا اور ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ جو بھی بڑے بڑے لوگ، سیاستدان، سائنسدان ڈاکٹر صاحب سے ملنے آتے انہیں اپنے والد صاحب سے ضرور ملاتے۔ ایک دفعہ ڈاکٹر صاحب کی ملاقات ڈیوک آف ایڈنبرا سے طے ہوئی تو وہاں بھی اپنے والد صاحب کو ساتھ لے گئے اور انہیں ڈیوک سے ملایا۔

ایک دن محترم ڈاکٹر صاحب خاکسار کے پاس مشن ہاؤس تشریف لائے اور فرمایا کہ ان کے والد صاحب گھر میں بیٹھے بیٹھے اکتاہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں اس لئے ان کی خواہش ہے کہ وہ انہیں صبح میرے پاس مشن ہاؤس میں چھوڑ جایا کریں۔ اور شام کو کالج سے واپس آتے ہوئے لے جایا کریں۔ اس طرح مشن ہاؤس میں ان کا دل لگا رہے گا۔ احمدی دوستوں سے ملاقات کا بھی موقع ملتا رہے گا۔ خاکسار نے عرض کیا بڑی خوشی سے انہیں لے آیا کریں۔ جماعت کی تربیت کے سلسلہ میں ہم ان کی خدمات سے فائدہ اٹھانے کا پروگرام بنالیں گے۔ اس طرح ایک تو ان کا دل لگا رہے گا دوسرے جماعت کو فائدہ پہنچے گا۔ چنانچہ محترم چودھری محمد حسین صاحب روزانہ مشن ہاؤس میں تشریف لانے لگے اور اکثر میرے دفتر میں میرے ساتھ بیٹھ کر علمی و تربیتی امور پر گفتگو رہتی۔ انہی دنوں کی بات ہے کہ ایک دفعہ حضرت چودھری صاحب نے مجھے کہا کہ دعا کرو سلام کو نوبل پرائز مل جائے۔ میں نے عرض کیا آپ خود بزرگ ہیں۔ دعا کریں، میں بھی دعا کروں گا۔ اور چند اور بزرگ دوستوں کو بھی دعا کے لئے کہوں گا۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے ایک رات خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ ڈاکٹر سلام کو نوبل پرائز ضرور ملے گا لیکن ابھی ان کی عمر چھوٹی ہے جبکہ بڑی عمر کے سائنسدانوں کی قطار لگی ہے۔ پہلے انہیں یہ پرائز دیا جائے گا اور پھر باری آنے پر ڈاکٹر صاحب کو بھی ضرور یہ انعام ملے گا۔ میں نے اگلے دن حضرت چودھری صاحب سے اپنے اس خواب کا ذکر کیا۔ دوسرے دن مکرم ڈاکٹر صاحب مشن ہاؤس آئے تو مجھ سے خواب سننے کی خواہش کا اظہار کیا۔ خاکسار نے انہیں خواب سنائی تو فرمانے لگے "عجیب بات ہے ابھی چند روز ہوئے مجھے یہی بات ایک نوبل پرائز کمیٹی کے قریبی شخص نے بھی بتائی ہے"۔

مکرم ڈاکٹر صاحب جمعہ کے روز اول وقت مسجد فضل میں تشریف لاتے اور عموماً پہلی صف میں امام کے عین پیچھے بیٹھا کرتے تھے۔ گرمیوں میں بھی اوورکوٹ اور گرم ٹوپی کا استعمال فرماتے۔ خاکسار جب خطبہ دیتا تو دوران خطبہ مکرم ڈاکٹر صاحب اپنی نوٹ بک نکال کر اس میں کچھ درج کرتے رہتے تھے۔ ایک دن میں نے بطور لطیفہ ان سے کہا ڈاکٹر صاحب آپ کو شاید میرا خطبہ بہت پسند آتا ہے کیونکہ آپ اس کے نوٹس لیتے رہتے ہیں۔ کھلکھلا کر ہنس پڑے اور فرمانے لگے بات یہ ہے کہ میرے دماغ میں وقتاً فوقتاً بجلی کی تیز روشنی کی طرح بعض سائنسی نکات آتے ہیں، میں انہیں بروقت نوٹ کر لیتا ہوں۔ بعد میں یہ نکات میری تحقیق کی بنیاد ثابت ہوتے ہیں۔ اگر میں انہیں بروقت نوٹ نہ کرلوں تو یہ اہم مضامین ضائع ہو سکتے ہیں۔ ان کا یہ طریق دن رات جاری رہتا تھا۔ حتیٰ کہ کھانے کی میز پر بھی اچانک وہ اپنی نوٹ بک کھول کر کچھ لکھ دیا کرتے اور پھر گفتگو میں شامل ہو جاتے تھے۔

محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کو احمدیت سے عشق تھا اور جماعت کے لئے بہت غیرت رکھنے والے انسان تھے۔ ۱۹۷۴ء میں جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی قرارداد پاس کی تو ان دنوں ڈاکٹر صاحب حکومت پاکستان کے سائنسی مشیر تھے اور ان کا درجہ وزیر کے برابر تھا۔ جونہی اس فیصلہ کی خبر سنی تو لندن مشن ہاؤس میں تشریف لائے۔ حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب بھی موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی جیب سے اپنا استعفیٰ نکال کر حضرت چودھری صاحب کو دکھایا اور فرمایا میں ایسی حکومت کے ساتھ کیسے تعاون کر سکتا ہوں جس نے ہمیں دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہو۔

جنرل ضیاء نے جب اپنا رسوائے زمانہ آرڈیننس جاری کیا جس میں جماعت کو بہت سے شعائر اسلام کے استعمال سے روکا گیا تھا تو ڈاکٹر صاحب کو بہت صدمہ پہنچا۔ کچھ عرصہ بعد جب خاکسار مکرم ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں حاضر تھا تو خاکسار نے ان سے پوچھا کہ کیا اس آرڈیننس کے جاری ہونے کے بعد بھی ان کی ملاقات جرنیل صاحب سے ہوئی ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ہاں ملاقات ہوئی تھی اور اس کی روداد یوں سنائی۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ جنرل ضیاء کی طرف سے مجھے ٹریسٹ میں کئی فون آئے کہ میں پاکستان جا کر ان سے ملوں لیکن میں ٹالتا رہا۔ بالآخر مجھے پاکستان جانا پڑ گیا۔ جنرل ضیاء کو اطلاع ہوئی تو ملاقات کے لئے مصر ہو گیا۔ چنانچہ میں ملاقات کے لئے پریذیڈنٹ ہاؤس میں گیا جہاں بعض اور سائنسدان بھی موجود تھے۔ جنرل صاحب نے باہر آ کر میری کار کا دروازہ کھولا اور مجھ سے معانقہ کرنے کے بعد مجھے اپنے ساتھ بیٹھنے کے کمرہ میں لے گئے۔ جہاں اور سائنسدان بھی موجود تھے۔ دوران گفتگو میں نے آرڈیننس کا ذکر کر کے اس پر افسوس کا اظہار کیا۔ جنرل صاحب نے فوراً میرا ہاتھ پکڑا اور کہا آیئے دوسرے کمرے میں چل کر بات کرتے ہیں۔ اور مجھے دوسرے کمرہ میں لے گئے۔ میرے ساتھ اس وقت کے سائنسی امور کے وزیر بھی کمرے میں چلے گئے۔ جنرل صاحب نے کہا بات یہ ہے کہ میرے پاس علماء کا ایک وفد آیا تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ احمدی قرآن مجید میں تحریف کرتے ہیں اس لئے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جنرل صاحب کو کہا کہ قرآن کی حفاظت کا تو خود اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اور قرآن کی حفاظت کا کام اپنے ذمہ لیا ہوا ہے اس لئے احمدی اس میں تحریف کیسے کر سکتے ہیں۔ اس پر جرنیل صاحب اٹھ کر کتابوں کی الماری کی طرف گئے اور تفسیر صغیر اٹھا لائے اور کہا کہ علماء نے ان آیات کی نشاندہی کر دی ہے جہاں آپ نے تحریف سے کام لیا ہے اور ایک نشان زدہ صفحہ کھول کر میرے سامنے کر دیا۔ یہ آیت خاتم النبیین تھی۔ میں نے جرنیل صاحب سے کہا کہ آیت تو مکمل طور پر درج ہے تحریف کہاں ہوئی ہے۔ جرنیل صاحب نے کہا کہ آپ نے آیت کے معنوں میں تحریف کی ہے اور بجائے نبیوں کو ختم کرنے والے کے "نبیوں کی مہر" ترجمہ کیا ہے اور یہ ناقابل برداشت ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ میں نے جرنیل صاحب سے عرض کیا کہ ختم کا لفظ جو یہاں استعمال ہوا ہے وہ پنجابی زبان کا نہیں بلکہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اور اس کے معنے عربی میں مہر کے ہیں لیکن میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ کیا آپ کے پاس اور کسی عالم کا ترجمہ شدہ قرآن بھی ہے۔ جرنیل صاحب اٹھے اور علامہ اسد کا ترجمہ قرآن اٹھا لائے جو مکہ معظمہ سے شائع ہوا تھا۔ میں نے قرآن مجید کو کھولا۔ آیت خاتم النبیین نکالی تو وہاں بھی ترجمہ "SEAL OF PROPHETS" لکھا تھا۔ جرنیل صاحب کا مونہہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ میں نے عرض کیا کہ علامہ اسد تو احمدی نہ تھے پھر ان کا ترجمہ سعودی حکومت کا شائع کردہ ہے۔ کیا انہیں بھی آپ تحریف کا مجرم قرار دیں گے؟

اس پر جرنیل صاحب کہنے لگے بھئی میں تو ان پڑھ جرنیل ہوں، جو علماء نے مجھے کہا میں نے اسے تسلیم کیا۔

میں نے عرض کیا جناب بات صرف جرنیلی کی نہیں، آپ اس ملک کے صدر بھی ہیں اور بحیثیت صدر مملکت پاکستان کی تمام رعایا کے حقوق کی حفاظت آپ کے فرائض میں شامل ہے۔ یہیں اسلام آباد میں جماعت احمدیہ کے مربی موجود ہیں۔ جماعت کے افراد موجود ہیں۔ آپ کو جو کچھ علماء نے بتایا تھا آپ کا فرض تھا کہ احمدی علماء کو بھی بلاکر اپنی تسلی کر لیتے اور پھر فیصلہ کرتے۔ اس پر جرنیل صاحب نے زور سے کلمہ شہادت پڑھا اور مجھے بھی کلمہ شہادت پڑھنے کا کہا۔ میں نے کلمہ شہادت پڑھا تو فرمانے لگے۔ سلام! خدا کی قسم میں آپ کو اپنے سے بہتر مسلمان سمجھتا ہوں لیکن کیا کروں علماء سے میں مجبور ہوگیا تھا اور یہ کہہ کر بات کا رخ اور طرف موڑ دیا۔

ڈاکٹر صاحب کو پاکستان سے شدید محبت تھی۔ میں نے جب برٹش پاسپورٹ حاصل کیا تو ایک دن ناشتہ کی میز پر میں نے ان سے عرض کیا کہ وہ بھی برٹش پاسپورٹ بنوالیں۔ اس طرح سفر میں آسانیاں پیدا ہو جائیں گی اور یہ بھی عرض کیا کہ اگر وہ چاہیں تو میں برٹش پاسپورٹ کے حصول کے لئے ضروری فارم و کاغذات ان کو لاکر دے

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

سیدنا مصلح موعودؓ اور تعلق باللہ

خلافت ثانیہ کی جوبلی کے موقع پر الفضل قادیان ۲۸ دسمبر ۳۹ء میں جو واقعات شائع ہوئے تھے ان میں سے بعض روزنامہ "الفضل" ۲۷ جنوری میں مکرر شائع ہوئے ہیں۔

★★ حضرت چودھری غلام حسین صاحب نے بیان کیا کہ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے اکثر حالات جو ابھی سربستہ راز ہوتے ہیں حضرت صاحب پر کھولے جاتے ہیں۔ میں نے ہر آڑے وقت میں حضرت مصلح موعودؓ سے رجوع کیا اور جتنا جلد ہوسکا دعا کیلئے لکھا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے اس محبوب کی ایسی خاطر منظور ہے کہ لفافہ لیٹر بکس میں گیا اور ادھر مشکل حل ہونی شروع ہوئی۔ چند روز پہلے میں نے ۲۵ روپے حضور کی نذر کرنا چاہے مگر آپ سندھ تشریف لے گئے تو میں نے وہ روپیہ الگ کرکے بطور امانت رکھ دیا۔ اچانک محاسب صاحب کی استفساری چٹھی پہنچی کہ حضور نے سندھ سے بذریعہ فون دریافت فرمایا ہے کہ آیا میں نے کوئی روپیہ حضور کی امانت میں جمع کرایا ہے؟ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ یہ نذر اس مالک حقیقی کے حضور قبول ہوگئی۔

★★ محترم محمد رفیع صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۰ء میں ان کا بچہ خونی پیچش سے ایسا بیمار ہوا کہ ڈاکٹر عاجز آگئے اور بچہ چند گھڑیوں کا مہمان دکھائی دینے لگا۔ تب میں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دعا کیلئے تار دیا اور اسی وقت سے بچہ کو صحت ہونی شروع ہوگئی اور چند روز میں بالکل تندرست ہوگیا۔

★★ محترم غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر الفضل قادیان نے بیان کیا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء کو میرا نکاح پڑھا۔ اسکے بعد کئی سال تک نہ اولاد ہوئی اور نہ ہی میں نے درخواست دعا کی کہ حضور کو تو معلوم ہی ہے۔ ۱۹۲۲ء میں حضورؓ کا ایک مکتوب شائع ہوا جس میں درج تھا کہ:۔

۱۔ انسان کو دعا پر محقق طور پر یقین نہیں ہوتا، وہ خود تو بعض دفعہ دعا کرلیتا ہے مگر دوسرے کو کہتے ہوئے اباء کرتا ہے۔

۲۔ کبھی دوسرے سے دعا کی تحریک محض تکبر کی وجہ سے نہیں کی جاتی۔

۳۔ کبھی شیطان اسکے متعلق دھوکہ دے دیتا ہے جس سے انسان دعا کروانا چاہتا ہے، کہ میں ایسا مقبول نہیں کہ کوئی میرے لئے دعا کرے یا میں اس کے وقت کو کیوں ضائع کروں۔

۴۔ شامت اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جس کو فوائد سے محروم رکھنا چاہے تو اس کی توجہ اس شخص سے پھیر دیتا ہے جس سے وہ اپنے مطلب کو حاصل کر سکتا ہے۔ ..... اور اگر پہلے امور میں سے کوئی وجہ نہیں تو آخری ضرور ہے۔

یہ خط ۲۲ مئی ۲۲ء کو شائع ہوا جسے پڑھ کر میں نے حضورؓ کی خدمت میں درخواست دعا کی۔ اور اس درخواست کے بعد جلد ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں لڑکی عطا فرمائی جبکہ ہماری شادی کو ساڑھے آٹھ برس ہوچکے تھے۔

★ ★ ★

دعوت الی اللہ اور صحابہ کرامؓ

حضرت ابو بکرؓ نے تبلیغ کی خاطر بہت قربانیاں دیں۔ ایک بار تو صحن کعبہ میں کفار نے آپکو اس قدر مارا کہ آپؓ بےہوش ہوگئے۔ لیکن آپکی دعوت الی اللہ سے جو مجاہدین اسلام کو ملے ان میں حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت زبیرؓ بن العوام اور حضرت طلحہؓ بھی شامل تھے۔

حضرت طفیلؓ بن عمروؓ قبیلہ دوس کے معزز رئیس تھے۔ وہ کسی کام سے مکہ آئے تو کافروں کے کہنے پر کانوں میں روئی ڈال لی تاکہ غلطی سے بھی آنحضورؐ کی آواز کان میں نہ چلی جائے۔ ایک روز اچانک مسجد حرام میں آنحضورؐ کو نماز پڑھتے دیکھا تو اتنے متاثر ہوئے کہ نماز کے بعد حضورؐ کے ہمراہ چل پڑے اور پھر اسلام قبول کرکے اپنے قبیلے کی طرف لوٹے۔ شروع میں آپکی اتنی شدید مخالفت ہوئی کہ آپؓ دوبارہ آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے قبیلے کی ہلاکت کیلئے دعا کی درخواست کی۔ آنحضورؐ نے ہاتھ اٹھاکر دعا کی "اے میرے اللہ تو قبیلہ دوس کو ہدایت دے"۔ چنانچہ آپؓ واپس اپنے قبیلہ میں چلے آئے اور کچھ عرصہ بعد آپکی طویل صبر آزما تبلیغی کوششوں کے نتیجہ میں سارا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔

حضرت ابی امامہؓ کو آنحضورؐ نے انکی قوم کی طرف دعوت الی اللہ کیلئے بھیجا۔ جب یہ اپنی قوم میں پہنچے تو پہلے تو انہیں مرحبا کہا گیا لیکن جب انکی آمد کا مقصد معلوم ہوا تو انہیں پانی پلانے سے بھی انکار کردیا بلکہ سایہ میں بھی بیٹھنے نہیں دیا۔ چنانچہ آپؓ دھوپ میں ہی لیٹ گئے۔ اس وقت آپؓ نے خواب دیکھا کہ ایک آدمی خوبصورت گلاس میں کوئی شربت لے کر آیا جسے پی کر آپکی آنکھ کھل گئی تو آپکو کوئی پیاس نہیں تھی بلکہ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ اس کے بعد ساری زندگی کبھی پیاس کا احساس نہیں ہوا۔ بہرحال کچھ دیر کے بعد قوم کے کسی آدمی کے غیرت دلانے پر کچھ لوگ آپکے پاس دودھ لائے تو آپؓ نے انہیں امداد غیبی کے متعلق بتایا۔ خدا کی نصرت کو دیکھ کر آپؓ کا قبیلہ حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔

ماہنامہ "انصاراللہ" جنوری ۹۷ء میں تبلیغ کے بارے میں شائع ہونے والا یہ مضمون محترم عبدالقدیر قمر صاحب نے تحریر کیا ہے۔

★ ★ ★

حضرت قریشی محمد شفیع صاحبؓ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ میری ایک بہن کا لڑکا پیچش میں مبتلا ہوکر مرگیا۔ چند روز بعد میں گیا اور میرے ہاتھ سے انہوں نے کسی پیچش کے مریض کو اچھا ہوتے ہوئے دیکھا تو فرمایا بھائی اگر تم آجاتے تو میرا لڑکا بچ جاتا۔ میں نے کہا تمہارے ایک لڑکا ہوگا اور میرے سامنے پیچش کے مرض میں مبتلا ہوکر مرے گا۔ چنانچہ وہ حاملہ ہوئیں اور ایک بڑا خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ پھر وہ پیچش کے مرض میں مبتلا ہوا تو ان کو میری بات یاد تھی، کہنے لگیں کہ اچھا دعا ہی کرو، میں نے کہا خدا تعالیٰ آپکو ایک اور لڑکا دے گا لیکن اس کو تو اب جانے ہی دو۔ چنانچہ وہ لڑکا فوت ہوگیا اور اسکے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہوا جو زندہ رہا اور اب تک زندہ برسرروزگار ہے۔ یہ الٰہی غیرت تھی۔

حضورؓ کے یہ بھانجے حضرت قریشی محمد شفیع صاحبؓ تھے جو ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے اور ۱۴ سال کی عمر میں ۱۸۹۲ء میں حضورؓ کے توسط سے ہی انہیں قبول احمدیت کی توفیق ملی اور اصحاب خاص میں شامل ہوئے۔ آپؓ کا مکان بھی حضورؓ کے مکان کے ساتھ ہی بھیرہ میں تھا۔ جب حضورؓ نے اپنا مکان احمدیہ مسجد نور میں منتقل کردیا تو حضرت قریشی صاحبؓ نے بھی اپنا مکان مسجد کیلئے ھبہ کردیا۔ آپکی اکثر زندگی میانوالی میں بطور اوورسیئر ملازمت میں گزری جہاں بازار میں تبلیغ کرنے کی وجہ سے آپ مشہور تھے۔ ۱۹۵۷ء میں آپؓ کی وفات ہوئی۔ آپؓ کے ایک صاحبزادے محترم قریشی غلام احمد صاحب ایک بڑے عہدہ سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں مختار عام بھی رہے۔ حضرت قریشی محمد شفیع صاحبؓ کا ذکر خیر محترم محمود مجیب اصغر صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۲۹ جنوری میں شامل اشاعت ہے۔

★ ★ ★

اسی شمارہ کے مطابق محترمہ ثمارا صاحبہ نے میٹرک کے امتحان میں سیالکوٹ میں اول اور گوجرانوالہ بورڈ میں چوتھی پوزیشن حاصل کی ہے۔

★ ★ ★

محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب

محترم قاضی محمد اسلم صاحب ۲ فروری ۱۹۰۰ء کو پیدا ہوئے۔ امرتسر سے میٹرک اور علی گڑھ سے BA کرنے کے بعد ۲۱ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے فلسفہ میں MA کیا اور اول آئے اور نانک بخشی تمغہ حاصل کیا۔ پھر کیمبرج میں بھی زیر تعلیم رہے۔ آپ کالج کے زمانہ طالبعلمی میں یونین کے نائب صدر بھی منتخب ہوئے۔

جب پیشہ تدریس سے وابستہ ہوئے تو گورنمنٹ کالج لاہور میں پہلے بطور پروفیسر اور پھر پرنسپل کی حیثیت سے خدمات بجا لائے۔ ۵۵ء میں ریٹائرڈ ہونے کے بعد ۶۰ء تک کراچی یونیورسٹی سے وابستہ رہے اور پھر ۶۶ء سے ۷۰ء تک تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل رہے جس کے بعد اپنی وفات ۱۶ دسمبر ۸۱ء تک کا عرصہ تالیف و تصنیف میں گزارا۔

محترم قاضی صاحب نے نہ صرف کئی مقالے تحریر کئے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعودؓ کی کئی کتب انگریزی میں ترجمہ کیں۔ "ہستی باری تعالیٰ" کے موضوع پر قریباً ۴۰ سال تک جلسہ ہائے سالانہ قادیان اور ربوہ میں باقاعدگی سے تقریر کرتے رہے۔ آل انڈیا ریڈیو اور ریڈیو پاکستان پر بھی ۱۰۰ سے زائد لیکچر دیئے۔ آپ پاکستان اکیڈمی آف سائنس کے بانی ممبر تھے۔ کچھ عرصہ امیر جماعت احمدیہ لاہور بھی رہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں فلسفہ کا شعبہ آپکی نگرانی میں جاری ہوا

محترم قاضی صاحب ہر دلعزیز اور میانہ رو آدمی تھے۔ کتابوں کا بےحد شوق تھا۔ آپ کے ایک صاحبزادے محترم منصور احمد صاحب حکومت پاکستان کے سفیر رہے ہیں جبکہ محترم آفتاب احمد خانصاحب مرحوم سابق سفیر حکومت پاکستان و امیر جماعت احمدیہ برطانیہ آپ کے داماد تھے۔

محترم قاضی محمد اسلم صاحب کا ذکر خیر روزنامہ "الفضل" ۳۰ جنوری میں محترم ڈاکٹر منور احمد صاحب کی کتاب "کرم الٰہی" سے منقول ہے۔

★ ★ ★

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل آسٹریلیا)

ایرپورٹ کے قریب رہنے سے ملیریا بھی ہوسکتا ہے

سنتے تھے کہ ایرپورٹ کے قریب رہنے سے صحت کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اب ڈاکٹروں کو اسکی ایک اور وجہ معلوم ہوئی ہے جسکا ذکر میڈیکل جرنل آف آسٹریلیا میں کیا گیا ہے۔

واقعہ یوں ہوا ہے کہ سوئٹزرلینڈ کا ایک ۵۴ سالہ شخص جو جنیوا ایرپورٹ کے قریب رہتا تھا ملیریا کا شکار ہوکر جاں بحق ہوگیا جبکہ اس سارے علاقہ میں ملیریا پھیلانے والے مچھر کا نام و نشان نہیں ملتا۔ بادی النظر تو یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ ایرپورٹ کا قرب کسی کو ملیریا میں مبتلا کردے یہ تو اسی طرح کی بات لگتی ہے، جو امام دین گجراتی نے کہی تھی کہ

نہ چھیڑو نہ چھیڑو میری پنڈلیوں کو
کہ ان میں ہے درد جگر مام دینا

مگر جب پوری خبر پڑھی تو وجہ سمجھ میں آگئی۔ کسی دور دراز ملک میں ایک مچھر نے کسی ملیریا میں مبتلا شخص کو کاٹ لیا اور اس طرح مچھر میں ملیریا پیدا کرنے والے جراثیم سرائت کر گئے۔ اس علاقہ سے کسی مسافر کے لباس یا سامان میں چھپ کر وہ مچھر جسکے ہاتھوں کسی دور دراز بسنے والے شخص کی موت لکھی تھی جنیوا پہنچ گیا۔ اور ابھی ایرپورٹ کے قریب ہی کہیں شکار تلاش کرتا پھر رہا تھا کہ ایک شخص مل گیا جسکے جسم میں اس نے ملیریا کے جراثیم منتقل کر دیئے اور اسکو ملیریا بخار نے آلیا لیکن چونکہ اس علاقہ میں ملیریا ہوتا ہی نہیں ڈاکٹر اس کے بخار کی نوعیت کو نہ سمجھ سکے۔ چونکہ ملیریا کی طرف ان کا ذہن منتقل نہ ہوا مریض کو صحیح علاج میسر نہ آسکا اور وہ چل بسا۔ ملک الموت نے ایک مچھر کے ذریعہ کدھر سے کہاں وار کیا۔ اگرچہ بات اسی طرح کی ہے کہ

مگس کو باغ میں جانے نہ دیجو
کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا

یعنی شہد کی مکھی کو باغ میں نہ جانے دینا ورنہ شہد بنے گا موم بنے گی اور ناحق کسی پروانے کا خون ہو جائے گا۔

بہر حال اس واقعہ کے بعد ڈاکٹروں نے ہدایت جاری کی ہے کہ خواہ کسی شخص نے ایسے علاقہ کا سفر نہ بھی کیا ہو جہاں ملیریا موجود ہو تو پھر بھی اگر مریض ایرپورٹ کے قریب رہتا ہو یا اسکا وہاں آنا جانا رہتا ہو اگر بخار کی وجہ سمجھ نہ آئے تو ملیریا کا امکان بھی پیش نظر رکھ لیا کریں۔

Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

4/4/97 - 13/4/97

25 DHUL QA'ADAH
Friday 4th April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme - Nasirat-ul-Ahmadiyya- Lahore Vs Rabwah (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations- Session 23 (11.5.94) (Part 2) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Mushaira : "Shaan-e-Quran" Organized By Nizarat-e-Taleem-ul-Quran , Rabwah (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 4.4.97
14.15	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih With Urdu Speaking Friends -4.4.97
15.15	Computers For Everyone -Part 3
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Swahili Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq Sb
21.30	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 4.4.97 (R)
22.45	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends - 4.4.97 (R)

26 DHUL QA'ADAH
Saturday 5th April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Computers For Everyone -Part 3 (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	M.T.A. Variety : "Religious Founder's Day" Southall , U.K. - 3.11.96 (Part 2)
05.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends- 4.4.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 4.4.97 (R)
08.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq
08.45	Liqaa Ma'al Arab
09.50	Urdu Class
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time: Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV At Mehmood Hall , London (15.3.96)
14.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -5.4.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -5.4.97(R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen

27 DHUL QA'ADAH
Sunday 6th April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Canadian Desk (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (5.4.97) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
07.00	Siraiki Programme : Quiz "Seerat Khatum -un-Nabiyeen (S.A.W.) "
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.45	Liqaa Ma'al Arab -(R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question And Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, at Mehmood Hall, London , Organized By Khuddam-ul-Ahmadiyya , U.K. (22.2.97) (Part 2)
14.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with English Speaking Friends - 5.4.97
15.30	Around The Globe : Seminar about "Prof. Dr. Abdul Salam ", Imperial College, London
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Quiz "Seerat Hadhrat Masih-i-Maud (A.S.) " , Nusrat Jehan Academy , Rabwah (Part 1)
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bait Bazi - Nasirat-ul-Ahmadiyya - Kot Abdul Malik Vs Ahmad Nagar
21.30	Dars-ul-Quran (No. 21) (1995) By Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London (R)
23.30	Learning Chinese

28 DHUL QA'ADAH
Monday 7th April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Quiz "Seerat Hadhrat Masih-i-Maud (A.S.) " , Nusrat Jehan Academy , Rabwah (Part 1) (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around The Globe : Seminar about "Prof. Dr. Abdul Salam ", Imperial College, London (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends (6.4.97)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -Quiz "Seerat Hadhrat Masih-i-Maud (A.S.) " , Nusrat Jehan Academy , Rabwah (Part 1) (R)
07.00	Dars-ul-Quran (No. 21) (1995) By Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque London , U.K. (R)
08.30	Bait Bazi - Nasirat-ul-Ahmadiyya - Kot Abdul Malik Vs Ahmad Nagar (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab- (R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Programme
14.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.00	M.T.A Sports - Competition Blind's Society, Rabwah
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Norwegian

29 DHUL QA'ADAH
Tuesday 8th April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA Sports - Competition Blind's Society, Rabwah (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.55	Liqaa Ma'al Arab - (R)
09.55	Urdu Class (R)
10.55	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	From The Archives - Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque, London , U.K. (7.12.90)
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (8.4.97)
15.00	Medical Matters : "Diseases of Heart " Guest : Dr. Mehmood-ul-Hasan Noori (Heart Specialist) Host:Dr. Saqib Sami
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (8.4.97) (R)
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

1 DHUL HAJ
Wednesday 9th April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters : " Diseases of Heart " Guest : Dr. Mehmood-ul-Hasan Noori (Heart Specialist) Host:Dr. Saqib Sami
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (8.4.97) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran (R)
07.00	Russian Programme
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat
08.55	Liqaa Ma'al Arab (R)
09.55	Urdu Class (R)
10.55	Bengali Programme : Bengali Translation of Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Arabic
13.00	African Programme
14.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (9.4.97)
15.15	Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (A.S): Hadhrat Bhai Abdul Rahim Sahib
16.00	Liqaa Ma'al Arab (New)
17.00	French Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Al Maidah - "Chicken Lentils"
21.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (9.4.97) (R)
23.00	Learning Arabic
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazm

2 DHUL HAJ
Thursday 10th April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Canadian Desk
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Arabic (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
04.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (2.4.97) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Sindhi Programme -Sindhi Translation of FridaySermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV (30.6.95)
08.00	Al Maidah - "Chicken Lentils"(R)
08.55	Liqaa Ma'al Arab (R)
09.55	Urdu Class (R)
10.55	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00	Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV-
15.00	Quiz Programme : Nasirat-ul-Ahmadiyya- Gujranwala Vs Islamabad
15.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 24 (12.5.94) (Part 1)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Bosnian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bazm-e-Mushaira Organized By Majlis - e- Ansarullah , U.K. (Part 1)
22.00	Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Dutch

3 DHUL HAJ
Friday 11th April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme - Nasirat-ul-Ahmadiyya - Gujranwala Vs Islamabad (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 24 (12.5.94) (Part 1) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -Tarteel ul Quran (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Mushaira Organized By Majlis-e-Ansarullah , U.K. (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 11.4.97
14.15	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 11.4.97
15.15	Computers For Everyone -Part 4
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Swahili Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq Sb
22.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 11.4.97 (R)
23.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends - 11.4.97 (R)

4 DHUL HAJ
Saturday 12th April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Computer's For Everyone - Part 4 (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	M.T.A. Variety : Tarbiyati Class Khuddam-ul- Ahmadiyya , 1995 , Rabwah
05.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 11.4.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 11.4.97 (R)
08.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq
08.45	Liqaa Ma'al Arab
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time - Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV at Mahmood Hall , London , U.K. (28.3.86)
14.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -12.4.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Let's Learn Salat
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 12.4.97 (R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

20 DHUL QA'ADAH
Sunday 13th April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Canadian Desk (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
04.30	Hikayat-e-Shereen
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 12.4.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
07.00	Siraiki Programme : Quiz Seerat-un Nabi (S.A.W.)
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.45	Liqaa Ma'al Arab -(R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time - Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV , Mehmood Hall , London , Organized By Ansarullah , U.K. (16.3.97)
14.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends - 13.4.97
15.30	Around The Globe : Seminar about Dr. Abdul Salam , Imperial College , London
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Quiz - Seerat Hadhrat Masih-i-Maud (A.S) (Part 2)
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bait Bazi -Nasirat-ul-Ahmadiyya Sangla Hill Vs Noshahra
21.30	Dars-ul-Quran (No. 22) by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque London (1995)
23.30	Learning Chinese

Please note : Programmes and Timings may change without prior notice. All times are given in British time. For more information please phone or fax. + 44 .181 .874 .8344

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (0181) 870 8517

Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, April 4, 1997 No. 14

حاصل مطالعه

(دوست محمد شاہد مؤرخ احمدیت)

پنجاب میں خون کے دریا

قاتل مولویوں کو سرِعام پھانسی دینے کا مطالبہ

۱۹۹۶ء میں مذہبی دہشت گردی نے پنجاب کی سرزمین میں خون کے دریا بہادیئے حتی کہ مساجد میں ظالمانہ قتل وغارت کی متعدد وارداتیں ہوئیں جن سے شیعہ اور سنی دونوں حلقے لرز اٹھے- چنانچہ رسالہ "خدام الدین" لاہور (۴ اکتوبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۲۳) نے لکھا:-

"۲۴ ستمبر اولیائے کرام کا مسکن ملتان شہر میں سورج خونی غسل کر کے طلوع ہوا جس کی کرنوں نے ہر پاکستانی کے دل کو زخمی کر کے آنکھوں کو خونی آنسوؤں سے تر کردیا- جامع مسجد 'الخیر' کے در و دیوار نمازیوں کے خون اور بھیجوں سے نہا گئے- مسجد الخیر سے امت مسلمہ کے لئے دعائیں کرنے والے اسلام دشمن قوتوں کی دہشت گردی کا نشانہ بن گئے- مسجد کا صحن ان معصوم بچوں کے لئے کربلا کا میدان بنا جو قرآن حفظ کرنے کے لئے والدین سے دور اللہ کریم کے گھر کے مہمان تھے- اللہ تعالیٰ کے گھر سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں طلب کی جاتی ہیں- آج گولیوں کی تڑتڑاہٹ نے ماؤں کی گودوں کو ویران کردیا، باپ کے دلوں کو دائمی دکھ دے کر قراء اور حفاظ اپنی منازل حاصل کرنے سے پہلے مالک حقیقی کے حضور ہمیشہ کے لئے چلے گئے- بہنیں دیوانہ وار سروں میں خاک ڈالے ہوئے بھائیوں پر واری ہو رہی ہیں-

جن سفید داڑھیوں کو حالت سجدہ میں دیکھ کر خالق کائنات فرشتوں میں فخر فرماتے ہیں، یہ ہاتھ مسلمانوں کے لئے سلامتی، امن اور بھلائی کے لئے التجا کرتے ہیں تو خداوند کریم کو حیا آتی ہے- ان پاکیزہ داڑھیوں کی سفیدی خون کی سرخیوں میں تبدیل ہو گئی-

مسجد کے فرش پر سجدے کر کے رضا الٰہی کے لئے التجا کی جاتی تھی- آج یہی فرش خون سے رنگین ہے- آخر کب تک سجدہ گاہیں قتل گاہیں بنتی رہیں گی؟..........

عبادت گاہیں میدانِ حرب بن چکی ہیں، ماؤں کے جگر بیٹوں کی جدائی میں پھٹے جا رہے ہیں- سہاگ اجڑ رہے ہیں بہنیں بے آسرا اور بچے یتیم ہو رہے ہیں- ہر شہری کو بے چینی اور انتشار گھیرے ہوئے ہے اور کہا جارہا ہے کہ پنجاب میں سکون ہے-"

....

اسی طرح شیعہ ترجمان ماہنامہ "المعارف" لاہور (ستمبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۱۳) نے اس سنگین صورت حال پر حسب ذیل تبصرہ کیا:

"آج جو فرقہ واریت ملکی حکمرانوں اور معصوم عوام کے لئے عذاب جان بن چکی ہے اس سطح پر اس کا تدارک بہت مشکل ہے- اگر فرقہ واریت کی بنیاد رکھنے والے کسی مولوی کی زبان عوام پہلے دن ہی بند کرا دیتے، اس کی حوصلہ شکنی کرتے، حکمران اور انتظامیہ اسے پہلے روز ہی شکنجہ میں لے لیتے، عوام اس کے جذباتی نعروں میں نہ آتے تو آج یہ صورت حال خون نہ رلاتی-

اس وقت کے حکمرانوں نے اپنے مخالف فرقہ کو دبانے اور سامراج نے اسلامی ملک ایران کے انقلاب کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے فرقہ واریت کو گود میں پروان چڑھایا تھا- ہمیں سامراج سے اس لئے شکوہ نہیں ہے کہ وہ اسلام اور پاکستان کا دشمن ہے اس کی خواہش ہے کہ اسلام رسوا اور اسلامی ممالک کمزور ہوں تاکہ دنیا بھر کے لوگ اسلام سے متنفر ہوں ان ہی کے اندرونی حالات خراب ہوں اور یہ ان کے زیر تسلط رہیں- تاہم ہمیں شکوہ تو اپنے حکمرانوں اور علماء کرام سے ہے جنہوں نے اپنے وطن اور اسلام کے بارے میں سامراج کی سازش کو درک نہیں کیا- صرف اور صرف اپنی قیادتوں کو چمکانے، نئی جماعتیں بنانے، اپنے مفادات حاصل کرنے اور اپنی گزران کو آسودہ کرنے کے لئے سب کچھ کر ڈالا- اگر ہمارے علماء اور عوام فرقہ واریت کے لئے "قتل الموذی قبل الایذا" پر عمل کرتے تو آج یہ دن نہ دیکھنے پڑتے-"

....

ایک دوسرے شیعہ ماہنامہ "المنتظر" لاہور (اکتوبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۶) نے قاتل مولویوں کو سرِعام پھانسی دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے لکھا:-

"عزاداروں اور بیگناہ شہریوں کو قتل کرنے والے دینی مدرسوں کے طلبہ ہیں اور یہ مدرسہ سپاہ صحابہ سے تعلق رکھتا ہے- سپاہ صحابہ کے قائدین ایک طرف اس قسم کے سانحات میں ملوث ہونے سے بری الذمہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں دوسری طرف انہوں نے ملت جعفریہ کو ختم کرنے کے لئے گروپ مقرر کر رکھا ہے جن کو بھاری مقدار میں معاوضہ دیا جاتا ہے- متذکرہ بالا سے یہ جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے ان طلبہ کو استعمال کیا جاتا ہے جو دو وقت کی روٹی کے لئے دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں- دوسرا یہ کہ مسلمانوں کے خلاف منصوبہ بندی مساجد میں کی جاتی ہے، تیسرا دہشت گردوں کو نئی نئی گاڑیاں مہیا کی جاتی ہیں، چوتھا وارادات شروع کرنے سے پہلے دوسرے دینی مدرسوں اور سپاہ صحابہ سے تعلق رکھنے والے افراد کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ ان دہشت گردوں کی ہر طرح سے مدد کرے اور یہ وہ امور ہیں جن سے ہماری حکومت اور حکومت کی تمام ایجنسیاں پوری طرح باخبر ہیں- پھر مختلف موقعوں پر گرفتار شدگان ملزم بھی اس کی نشاندہی کرتے رہتے ہیں- قابل غور یہ امر ہے کہ حکومت دہشت گردوں سے باخبر رہنے کے باوجود ان کے خلاف بھرپور ایکشن کیوں نہیں لیتی؟ ان کی گرفتاری کے بعد ان کو قرار واقعی سزا کیوں نہیں دیتی؟ ایسا لگتا ہے کہ ان دہشت گردوں کی پشت پر کسی ملک کا ہاتھ ہے جو ہر لحاظ سے ان کے ساتھ تعاون کر رہا ہے- ورنہ ان مٹھی بھر دہشت گردوں کی کیا جرأت تھی کہ وہ نہتے اور معصوم شہریوں کا قتل عام کرتی؟

ہم ماہنامہ 'المنتظر' کے توسط سے حکومت سے بھرپور اپیل کرتے ہیں کہ سانحہ میلسی میں ملوث قاتل مولویوں کو سرعام پھانسی دی جائے تاکہ دوسروں کے لئے عبرت ہو-"

....

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے خصوصی اجتماع کا بابرکت انعقاد

مورخہ ۲۱، ۲۲ مارچ ۱۹۹۷ء کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں مجلس انصاراللہ برطانیہ کا خصوصی اجتماع منعقد ہوا- اس اجتماع میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ہدایت پر صرف ان انصار کو مدعو کیا گیا تھا جنہوں نے دورانِ سال احمدیت قبول کی یا وہ جو عمر کے اعتبار سے اس سال تنظیم انصاراللہ کے ممبر بنے ہیں اور وہ انصار جو عرصہ سے ان اجتماعات میں شمولیت سے محروم چلے آرہے تھے- اس اجتماع میں ۱۶۵ نئے انصار شمولیت کرنے والوں میں شامل تھے- جبکہ مہمان زائر انصار سمیت مجموعی حاضری ۳۵۰ کے قریب تھی-

اس اجتماع کی رجسٹریشن جمعہ کے روز شام کو چھ بجے شروع ہوئی- مغرب اور عشاء کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب اختر قائد تبلیغ نے اجتماعات کی برکات، مکرم محمد ہاشم سعید صاحب قائد تربیت نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت سے چیدہ چیدہ عملی نمونے پیش کئے- آخر میں خاکسار (بشیر الدین احمد سامی قائد اشاعت) نے مجلس انصاراللہ کے مقاصد پر تقریر کی-

ہفتہ کے روز اجتماع کی مصروفیت نماز تہجد باجماعت کی ادائیگی سے شروع ہوئی- مکرم چینی صاحب نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے- نماز فجر کے بعد مکرم خلیل الرحمٰن ملک صاحب اور مکرم چودھری ہادی علی صاحب مبلغ سلسلہ نے بالترتیب قرآن کریم اور حدیث کا درس دیا-

اجتماع کا باقاعدہ افتتاح صبح ۹ بجے شروع ہوا- مکرم ڈاکٹر ولی احمد شاہ صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے مجلس انصاراللہ کا علم لہرایا اور مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب صدر مجلس نے قومی جھنڈا لہرایا- اس مختصر تقریب کے بعد افتتاحی اجلاس میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم حسن القادری صاحب صدر اجتماع کمیٹی نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ برطانیہ نے اپنے افتتاحی خطاب میں انصاراللہ کے ممبران کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ وہ اپنی عملی زندگی کو اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق ڈھالیں جس سے تبلیغ کے میدان میں پھلدار نتائج پیدا ہوں گے-

افتتاحی اجلاس کے بعد رسہ کشی، میوزیکل چیئر اور میروڈبہ کے مقابلہ جات ہوئے- بعد ازاں کوئز کا ایک مقابلہ ہوا-

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب کی صدارت میں تلقین عمل کا پروگرام ہوا جس میں مکرم عبداللہ جیمس صاحب، مکرم مولانا نسیم احمد باجوہ صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے مختلف موضوعات پر خطاب فرمایا- آخر میں مکرم رانا نعیم الدین صاحب کاٹھگڑھی سابق اسیر راہ مولیٰ سٹیج پر تشریف لائے جنہوں نے احمدیت کے لئے قربانیاں کرتے ہوئے پاکستان میں دس سال کے قریب سخت ترین جیل کاٹی- مکرم رانا صاحب کے تاثرات کا نقشہ انگریزی میں تعارف کے طور پر خاکسار بشیر الدین احمد سامی نے پیش کیا-

پچھلے پہر شام چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسلام آباد تشریف لائے اور انصار کی کھیلوں کے فائنل مقابلہ جات ملاحظہ فرمائے- بعد ازاں مکرم رفیق احمد حیات صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے دوم، سوم آنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے- آخری اجلاس شام ساڑھے پانچ بجے شروع ہوا- اجتماع کی مارکی سے باہر نئے شامل ہونے والے تمام انصار، حضور انور کے استقبال کے لئے صف بستہ کھڑے تھے- حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت فرداً فرداً تمام انصار کو شرف مصافحہ بخشا-

اختتامی اجلاس کی کارروائی مکرم ڈاکٹر شبیر احمد صاحب بھٹی کی تلاوت سے شروع ہوئی- تمام انصار نے حضور انور کی اقتداء میں مجلس انصاراللہ کا عہد دہرایا- مکرم مرزا عبدالباسط صاحب نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا- انگریزی ترجمہ مکرم بلال اٹکنسن صاحب اور مکرم محمود تھریکھولڈ صاحب نے کیا- حضور انور نے اول آنے والے انصار کو انعامات سے نوازا- اس کے بعد مکرم حسن القادری صاحب صدر انتظامیہ کمیٹی نے حضور انور کی خدمت میں انگریزی زبان میں مختصر رپورٹ پیش کرنے سے پہلے فصیح و بلیغ عربی زبان میں اپنے

(بقیہ صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے-